

اللّٰهُمَّ اَمِيْنُ بِحُرْمَةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ



فقیر محمد ضیاء الدین سجادہ نشین سیال

صاحبزادہ رفاق حسن

قدوة السالکین حاجی الحرمین
حضرت سجادہ نشین صاحب سیالوی

ادرس
جواب پیر علی شاہ صاحب گورنری

تخریری مکالمہ

جو نگہ عام طور پر یہ افواہ پھیل چکی ہے کہ جناب پیر علی شاہ
صاحب حکومت برطانیہ کے ساتھ تعلقات اور ان کی فوج اور پولیس
کی ملازمت کو جائز رکھتے ہیں۔ اس غلط فہمی کے ازالہ کے لئے مکالمہ مذکور

شائع کرتے ہیں۔ جس سے واضح ہے کہ جناب پیر صاحب فوج اور پولیس کی ملازمت اور تجارتی تعلقات کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔

حضرت سجادہ نشین صاحب سیالوی کا پہلا خط

اس خط میں جناب پیر صاحب سے قین استفسار کئے ہیں۔

(۱) اس نازک وقت میں مسلمانان ہند کے فرائض مذہبی کیا ہیں

(۲) حکومت برطانیہ کے ساتھ تجارتی تعلقات اور فوج و پولیس

کی ملازمت جائز ہے یا نہیں۔

(۳) کیا مادیات اسلام کا یہ فرض نہیں کہ وہ اپنے پیڑوں کو شرعی

احکام سے آگاہ کریں اور ان کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کریں۔

جواب پیر صاحب (خلاصہ سوال اول) مسلمانان ہند کو اپنے

گناہوں سے توبہ کرنا چاہیئے۔ اور دعائیں مانگنی چاہیئے۔

(جواب سوال دوم) ایسے تعلقات جس میں اعانت کفر و معصیت

ہو مسلم سے بھی حرام ہیں۔ خصوصاً عن الکافر بغیر اس کے دنیوی معاملات

جس میں اسلام پر ضرر نہ ہو بغیر تہذیب کسی کافر سے مطلقاً بے ضرر و فتنہ حرام

نہیں۔ البتہ بلحاظ منظم دائرہ موجودہ زمانہ کے اثر سلسلہ تجارت کی کلی پیش

ہو سکے تو کسی قدر انتہائی مددیں شمار کی جاسکتی ہیں۔

(جواب سوال سوم) مادیات اسلام کا یہ فرض ہے۔ لیکن وہ اپنے فریضہ

سے غافل نہیں۔ البتہ مجلسوں میں اس لئے شرکت نہیں کی جاتی کہ وہاں

اراکان بہت اختلاف ہو سکتے ہیں۔

جناب پیر صاحب کے اس خط کے جواب میں جناب حضرت سجادہ نشین

سیالوی نے ایک مفصل تحریر روانہ کی جس میں یہ ثابت کیا ہے کہ اس وقت

مسلمانان ہند کے لئے صرف اتنا ہی کافی نہیں۔ کہ وہ ٹاٹھ پر ٹاٹھ رکھے بیٹھے رہیں۔ اور دعا کئے جائیں۔ بلکہ انکے فرائض اہم ہیں جن میں سے ادنیٰ فریضہ حکومت محارب اسلام کے ساتھ ترک تعلقات ہے۔ دوسرے سوال کے جواب کی نسبت یہ تحریر فرمایا کہ اس کو ذرا واضح لفظوں میں تحریر کیا جاوے کیونکہ سنا گیا ہے کہ جناب کے اس خط کو فوجی لوگ اپنی ٹوئری کے حوالہ پر سند لارہے ہیں۔ اور اس کی نقلیں کر رہے ہیں۔ تیسرے جواب کی نسبت تحریر کیا کہ بے شک اس وقت کوئی مسلمان قلب اسلامی درد سے خالی نہیں لیکن مادیان اسلام کا فرض ہے۔ کہ وہ علانیہ حمایت اسلام کے لئے کھڑے ہوں۔ اس پر پہلے بزرگان دین کے واقعات بلور سند پیش کیے اس خط کے جواب میں میر صاحب تصریح کر دی ہے کہ حکومت برطانیہ کی فوجی و پولیس کی ملازمت اور اس کے ساتھ تجارتی تعلقات ناجائز ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ جناب پیر صاحب کے معتقدین اپنے پیر کے اس فرمان کو پٹھکر اس پر عمل پیرا ہوں گے۔

نقل خط جناب پیر صاحب



نسیم و نیاز کے بعد آج آٹھ صفحہ کا تحریر مزین بدستخطی جناب ملاحظہ سے گزری۔ اس قدر طول و طویل تکلیف ضرورت کی کیا ضرورت تھی۔ جواب سوال دوم میں خور و زبانی سے ظاہر ہے کہ کفار کی فوجی ملازمت ہمیشہ کیلئے اور حزیں و غم و سخت بلحاظ حالت موجودہ ناجائز ہے۔ آج کا عنایت نامہ بھی اس کا موید ہے جواب سوال اول بھی کسی قدر غور طلب ہے سب سے زیادہ نہیں۔ دہلی والہ سرکاری جلسہ میں عدم شمولیت اور بھرتی والے انکے۔

یہاں سے تاکا میاب واپس ہونا وغیرہ وغیرہ نیاز مند کے خائف من الکفای
 مہونے یا نہ ہونے کے قتلیم اللہ تعالیٰ اپوری شہادت دیتے ہیں جس پر
 خیاب کا و مبران بھی کافی میزان ہے۔ فوجی ملازم میرے عریضہ سابقہ کو ہرگز
 سند نہیں بنا سکتا۔ میرے حضرت رضی اللہ عنہ کا معاملہ تعلق یا عدم تعلق
 چشم دید ہے۔ نہ صرف شہید۔ الغرض امتناعی پراپت فوجی ملازموں
 کے لئے وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی ہے۔ ترج سے نہیں مدت مدیدہ سے یہی
 دستور العمل ہے۔ کیونکہ ان کا عدم جواز سوچیدہ ہے۔

استفتاء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ حالات حاضرہ کا لحاظ کرتے ہوئے مسلمانان ہند کو قوم ہنود کے ساتھ معاہدہ صلح اور دشمن قوی کے مقابلہ میں اسے استعانت اور شرکت عمل کرنا جائز ہے یا نہ بدینی یا بالتضییل فی جرایم المملک الجلیل الجواب ماہی فی السنۃ والکتاب

باسمہ سبحانہ حالات حاضرہ کی رو سے جبکہ عیسائیت اسلام کے ساتھ محارب ہے اور وہ چاہتی ہے کہ اسلام کی شوکت اور طاقت کو (خاک بدین دشمن) فنا کر دے اور مسلمانان ہند بوجہ قوت مادی نہونے کے اپنے اصلی فرض سے قاصر ہیں اور تحریکات بحریہ (ترک موالات) کی کامیابی بجز اسکے متصور نہیں کہ قوم ہنود سے معاہدہ صلح اور شرکت عمل کیجاوے تو ایسی حالت میں شرعاً ہنود کے ساتھ معاہدہ صلح اور شرکت عمل جائز ہے خصوصاً جبکہ قوم ہنود خود معاہدہ اور امداد کے لئے ہاتھ بڑھا رہی ہے خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنْ جَاؤُکُمُ الْیَہُودُ فَاُجِنِحْ لَہَا یعنی (ای پیغمبر صلعم) اگر کفار صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی صلح پر مائل ہو جاؤ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل بھی یہی رہا ہے چنانچہ مدینہ منورہ میں مختلف قبیلوں سے آپ نے معاہدہ صلح کیا یہود مدینہ سے چند شرائط پر صلح کی جنہیں ایک شرط یہ تھی کہ یہود یا مسلمانوں کو کسی سے لڑانی پیش

آئیگی تو ایک فریق دوسرے فریق کی مدد کریگا قبیلہ جمینہ اور قبیلہ بنی
ضمیرہ۔ بنی مدج وغیرہ قبائل سے معاہدہ صلح کیا۔ صلح حدیبیہ
کا واقعہ مشہور ہی ہے۔

آیت پاک میں اگرچہ صلح کی مطلقاً اجازت ہے لیکن دوسری آیت
اور آیات قتال سے اسکو مقید بالمصلحت کر دیا صاحب فتح القدیر تحریر
فرماتے ہیں

والآیۃ وان کانت مطلقۃ	آیت اگرچہ مطلق ہے لیکن فقہا
لکن اجماع الفقہاء علی تقیدھا	کا اس پر اتفاق ہو چکا ہے کہ یہ
بروقیۃ مصلحۃ للمسلمین فی	آیت دوسری آیت فلا تھنوا کے
ذلک بآیۃ آخری ہی قولہ	ساتھ مقید بالمصلحت ہے۔
لعل فلا تھنوا و تدعوا الی	
سلم الایۃ	

فاما ان لم یکن فی المواقفۃ	لیکن اگر مصلحت نہ ہو تو پھر صلح
مصلحۃ فلا تجوز بالاجماع	بالاتفاق جائز نہیں۔
انتہی۔	

الغرض حضور کے طرز عمل اور آیت بالا سے صاف ظاہر ہے
اگر مسلمین کو ضرورت داعی ہو اور مصلحت صلح ہی میں ہو تو کفار کے ساتھ
معاہدہ صلح جائز ہے فقہاء کی یہی بیشتر تصریحات اس پر موجود ہیں
ہدایہ میں ہے۔

وان اذ اصابکم الامام ان یصلح	اگر امام اہل حرب یا اس کے کسی
اہل الحرب او فریقاً منہم وکان	فرقہ سے صلح کرنا چاہیں اور اسیں

مسلمانوں کی بہبودی ہو تو صلح کرنے
میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ
خداوندی ارشاد و ان جنحی المسلم
الانہ اسی طرح حضور نے ہی اہل
مکہ سے حدیبیہ کے سال اس بات پر
صلح کی تھی کہ دس سال تک ہماری
آپس میں جنگ نہ ہو۔

ترجمہ

اگر امام اہل حرب سے یا ان کے
کسی فرقہ سے صلح کرنا چاہے اور
اس میں مسلمانوں کی بہبودی ہو تو
اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

اور اسی کتاب میں آگے چل کر ہے

اگر امام کی اجازت کے بغیر
کوئی فرقہ مسلمانوں کا
کفار سے صلح کر لے تو یہ صلح
تمام مسلمانوں پر جائز ہوگی۔

اس عبارت نے واضح کر دیا کہ امام کی اجازت کے بغیر بھی
صلح کر لینا جائز ہے۔ جیسا کہ صورت مندرجہ سوال میں ہے۔
اور قدوری کے قول پر (افسوس!) امام ان یصلح اہل

ذکر المصلحة للمسلمین
فلا بأس به لقوله تعالى
وان جنحی المسلم فاجنح لها
وان لی کل علی اللہ و وادع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و سلم۔ اہل مکہ عام الحدیبیہ
علی ان یضع الحرب بینہ و بینہم
عشر سنین انتھی

عالمگیر یہ ہیں ہے

اذ امرائی الامام ان یصلح اہل
الحرب ان فریقاً منہم و کان ذلک
مصلحة للمسلمین فلا بأس به
انتھی

وان لى وادعہم فریق من المسلمین
بغیر اذن الامام فالموادعة
حبائز علی جماعة
المسلمین انتھی

الحرب او فریقا منهم وکان ذی للی مصالحة للمسلمین
فلا باس به کے تحت میں صاحب جو ہرہ لکھتے ہیں

فان المواد مة جہاد اذا
كانت خيرا للمسلمين لان المقصود
هو رفع الشر حاصل به وقد
وادع النبي صلى الله عليه
وسلم اهل مكة عام الحديبية
انتہی

ترجمہ
کیونکہ صلح بھی ایک قسم کا جہاد
ہے۔ جب کہ اس میں مسلمانوں کی
بہبودی ہو کیونکہ جہاد کا مقصد
شر کو دور کرنا ہے۔ اور وہ اس
صلح میں حاصل ہے دوسرا یہ کہ
حصن اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
لے خود اہل مکہ کے ساتھ صلح کی تھی

شمس الاثمہ سرخی مبسوط میں تحریر کرتے ہیں

واذا طلب قوم من اهل الحرب
المواد مة سنين بغیر شئ
نظر الامام فی ذی للی
فان را الا خیراً للمسلمین
لشدة بشوكتهم و لغیر
ذی للی فعله لقولہ
لعلی ان جنحوا للسلام
فاجنح لها لان رسول
الله صلی علیہ وسلم صالح
اہل مكة عام الحديبية علی

ترجمہ
جب کوئی قوم اہل حرب کی
طالب صلح ہو تو امام اس میں غور
کرے اگر کفار کی شوکت زیادہ
ہے یا کوئی اور امرا یہ ہے۔
جسکی وجہ سے صلح کرنا ہی مسلمانوں
کے لئے بہتر ہے تو بموجب
فرمان ایزدی و ان جنحوا
للسلم فاجنح لها کے
صلح کرے اور اس لئے بھی کہ



والایة مقيدة برقبة
المصلحة اجماعاً لقوله
تعالى فلا تحصوا وتدعوا
الحسب السلام وانتم الاعلون
افساد کافی الفتح
انتہی

فقہاء کی ان تصریحات سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آیت و ان جنحوا
للسلم منسوخ نہیں۔ جیسا کہ بعض مفسرین کا زعم ہے ورنہ اتنے
بڑے اجلہ فقہاء اس آیت کو استدلال میں نہ لاتے۔
چونکہ بعض حضرات اس وقت بھی اسکے مدعی ہیں کہ ہنود سے
عقد صلح مطلقاً ناجائز ہے اور حضور کا طریقہ عمل اور آیات و الہ
علی الصلح سب آیت براءۃ کیساتھ منسوخ ہیں اس لئے مزید اطمینان
کے لئے چند اور سندیں پیش کی جاتی ہیں جن سے واضح ہو گا کہ
نسخ کا قول قابل اعتماد نہیں آیت و ان جنحوا کے تحت میں
صاحب جمل قول نسخ کی تشریح کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں
و ہذا ملکہ مبنی علی ان المراد بالصلح
ہی عقد الجزیۃ اما اذا ارید
غیر من العقود التي تفیدہم
الامن و ہی الامانة والامن
فلا نسخ مطلقاً اذ یصح عقدہا
بکل کافر حاشیہ جمل برجلالین۔

اجماعاً کیونکہ اللہ جل جلالہ کا فرمان
ہے۔ فلا تحصوا و تدعوا الی
السلام الایۃ۔ جیسا کہ فتح القدیر
میں اسکی تفصیل مذکور ہے۔

یعنی نسخ کا جملہ اسب اس پر
مبنی ہے کہ مسلم سے عقد جزئیہ
مراد لیجائے لیکن اگر دوسری
عقود صلح و امن مراد ہوں
تو نسخ ہرگز نہیں۔ کیونکہ ہر
کافر کے ساتھ عقد صلح و امن

جائز ہے۔

اور ابن عربی اندلسی مالکی اپنی کتاب احکام القرآن میں آیت
وَانْجُوْا لِّلْسُلْمَہِ کے حق میں لکھتے ہیں۔ یعنی جس
امَّا قَوْلُ مَنْ قَالُ
اَنْتُمْ مَّا تَسُوْا حَتَّ
فَدَعُوْا فَاِنْ شَرَطَ
النَّسِيْخِ مَعْدُوْمَةٍ
کَمَا بَيَّنَّا فِی مَوْضِعٍ

اور آگے لکھتے ہیں
وَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ
مَضْلَعَةٍ فِی الصَّلٰحِ
لَا تُفْنِیْ عِیْجَلٍ بِہِ
اَوْ ضَرَرٍ یَّتَدَفَعُ بِسَبَبِہِ
فَلَا بَاسَ اَنْ یَّتَدَفَعُ
الْمُسْلِمُوْنَ بِہِ اِذَا
اُحْتَاجُوْا اِلَیْہِ وَاِنْ
یَجِبُ اِذَا دُعُوْا اِلَیْہِ
قَدْ صَلَّحَ النَّبِیُّ صَلَّی
اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
اٰلَ خُبْرَہِ عَلَی شَرْطِ
لَمَضُوْا هَا فَتَقْنُوْا

یعنی اگر مسلمان کی صلح میں بہتری
ہو۔۔۔ اس طرح سے کہ صلح سے
کوئی نفع حاصل ہو یا کہ ضرر دور ہو تو
مضائقہ نہیں کہ مسلمان ہی صلح کرنے
کی ابتدا کریں۔ اگر ضرورت ہو یا ان کی
دعوت صلح کو قبول کر لیں حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیمہ سے چند
شرط پر صلح کی تھی سپردہ قائم نہ رہی
اور صلح باقی نہ رہی اسلئے طرح غمخیزی
واکیدہ دوسرے و اہل بخران سے صلح
کی اور قریش مکہ سے دس سال پر
صلح کی سپردہ قریش قائم نہ رہے اور

خلفاء و صحابہ کا بھی ملکہ آمد ہیشہ
اسی پردہ -

صَاحِبِهِمْ قَدْ قَدِيَ اَدْعِ
الْقَمَرِ اَيَّ قَدْ
صَاحِبُ اَكْبَدِ سَرَى وَ مَمَّة
قَ اَهْلِ نَجْمَانِ قَدْ
هَادَتِ قِرْ لَيْشَا لَعَشْرَةٍ
اَعْوَامٍ حَتَّى لَقَضِي
عَمْدَهُمْ وَمَا زَالَتِ الْخُلَفَاءُ
وَالصَّحَابَةُ عَلَى هَذِهِ السَّبِيلِ
الَّتِي شَرَحَافَا سَالِكَةً وَ بِالْوَجْهِ الْاَلِيِّ
شَرَحَافَا عَامِلَةً اَنْتَ

تعب ہے کہ خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کو نسخ کا علم نہ ہوا لیکن چودھوی
صدی کے علماء نسخ کی رٹ لگائے جلتے ہیں۔ علامہ عینی شرح صحیح بخاری
میں آیت وان جنحو للہم کے متعلق آیت براءۃ کے ساتھ نسخ کا قول نقل کرنے
کے بعد تحریر کرتے ہیں۔

یعنی ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں
کہ قول بالنسخ میں نسخ کا معنی ہے کیونکہ آیت
براءۃ میں قتال کا حکم اس وقت
ہے کہ جب مسلمانوں کو قتال کی
قدرت ہو لیکن اگر دشمن غالب ہو تو
ان کے ساتھ صلح جائز ہے جیسا کہ
آیت وان جنحو اور حضور صلی اللہ علیہ

قَالَ ابْنُ كَثِيرٍ فِي تَفْسِيرِهِ فِيهِ لِنَظَرٍ
اَيْضًا لَانَّ فِي آيَةِ الْبَرَاءَةِ الْاَمْرُ
بِقِتَالِهِمْ اِذَا امْكُنَ ذَلِكَ فَاَمَّا
اِذَا كَانَ الْعَدُوُّ كَيْفًا فَاِنَّهُ يُجْزَوُ
مَرَأَتُكُمْ كَمَا دَلَّتْ عَلَيْهِ هَذِهِ الْاَيَةُ
الْكُرْمِيَّةُ وَ كَمَا فَعَلَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَوْمًا

الحدیثیہ فلا منافاة ولا نسخ
ولا تخصیص۔

وسلم کا فعل صلح مدعیہ اسی پر دال ہے
پس تو کوئی ان میں منافاة ہے نہ نسخ
نہ تخصیص

دوسری جگہ علامہ مذکور لکھتے ہیں

وَقَالَ الثَّانِي قَوْلُ مَنْ قَالَ
لَمْ يَعَاهِدِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ
تَبَيُّرُ صِيحِهِ وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ قَدْ
عَاهَدَ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ جَمَاعَةً
مِنْهُمْ أَهْلُ بَحْرَيْنَ إِنَّ قَوْلَ الْوَاقِدِيِّ
عَاهَدَ هُمْ وَكَتَبَ لَهُمْ سِنَةً
عَشْرًا قَبْلَ وَقَايَةِ بَيْسِطَرٍ

یعنی نحاس جو زبردست محدث اور
ابوداؤد نسائی ابن ماجہ بخاری و یحییٰ
بن سعید وغیرہم و دیگر اکابر محدثین کے
شیخ ہیں جسکی نسبت یحییٰ بن معین لکھتے ہیں ثِقَّةٌ
مِنْ أَحْقَافِ النَّاسِ لِحَدِيثِ حَمْزَةٍ
فرماتے ہیں کہ جس شخص نے یہ کہا کہ
آیت براؤقہ کے بعد حضور اقدس صلی
اسد علیہ وسلم نے کسی سے معاہدہ نہیں
کیا اسکا قول صحیح نہیں صحیح یہ ہے
کہ حضور اقدس نے اس آیت کے بعد
ایک جماعت سے صلح کی جن میں سے
اہل بخران بھی ہیں واقدی نے کہا کہ
حضور اقدس نے اہل بخران کے ساتھ
معاہدہ کیا اور لکھ دیا سہ و س ہجری
میں وفات سے پہلے تھوڑا سا



مذکورہ بالا تحقیق سے یہ تو صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ مسلمانوں کو بوقت
ضرورت شدیدہ کفار سے مصالحت کر لینا جہیں مسلمانوں کی منفعت ہو جائے

و مشروخ ہے بناءً علیہ چونکہ زمانہ حال میں اہل اسلام و حلیفۃ المسلمین نہایت ابتلاء اور تکلیف میں ہیں اور مسلمانان ہند بوجہ کم استطاعت اور نہتے ہونے کے فریق محارب اسلام کے مقابلہ سے عاجز ہیں اور ہنود جنگی تعداد بہ نسبت مسلمانان ہند کے نہ گونہ سے بھی زیادہ ہے اور ان کے ساتھ اتفاق کرنے سے البتہ فریق محارب اسلام کا رعب یا وقعت بڑھ جانے کی قوی امید ہے لہذا اس وقت ہنود سے اتحاد اور اتفاق کرنا عین مصلحت و منفعت اسلام ہی ایسے آڑے وقت میں اگر ہنود سے مخالفت و منافرت برتی جائے تو آپکا یہ مطلب ہوگا کہ ایک محارب کے مقابلہ کی تاب نہیں اور دوسرا محارب پیدا کر لیا جائے۔

جیسا کہ غیر مسلموں کے ساتھ بوقت ضرورت مصالحت جائز ہے اسی طرح ضرورت کے وقت ان سے مدد لینا اور ان کو شریک عمل کرنا بھی جائز ہے چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ ہوازن میں صفوان بن امیہ کو جو اس وقت غیر مسلم تھے سوزہ عاریتہ لی اور اسی جنگ میں صفوان خود بھی شریک جنگ ہوئے۔ عینی شرح بخاری میں ہے۔

وَقَدْ اسْتَعَانَ صَلَے
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِصفْوَانِ بْنِ أُمَيَّةَ
فِي هَوَازِنَ وَاسْتَعَارَ
مِنْهُ مَائِدَةً وَمِعْ بَادَاتَهَا
وَ خَرَجَ مَعَهُ صَفْوَانُ
علامہ ترمذی حدیث فلن استعین

حضور اقدس نے صفوان
سے جنگ ہوازن میں مدد لی اور
سوزہ رح ساز و سامان ان کے
استعار لی اور صفوان (خود بھی)
حضور کے ساتھ جنگ میں نکلا۔

بِمُشْرَاكِے کے تحت میں لکھے ہیں۔
 وَقَالَ الشَّافِعِيُّ - وَ
 أَخَذُوا إِنْ الْكَافِرُ
 حَتَّى الرَّأْيِ فِي الْمُسْلِمِينَ
 وَدَعَتْ الْحَاجَّةُ إِلَى
 الْإِسْتِعَانَةِ بِهِمْ أَشْعَبِينَ
 وَإِلَّا فَيُكْرَهُ وَحَمَلَ الْحَدِيثَيْنِ
 عَلَى هَذَيْنِ الْحَالَيْنِ

امام شافعی اور اس کے سوا
 اور دیگر حضرات نے یہ کہا ہے
 کہ اگر کوئی کافر صاحب رائے اور
 مدبر ہو اور مسلمانوں کو اس سے
 امداد لینے کی حاجت ہو تو امداد
 لی جاوے ورنہ (یعنی اگر حاجت
 نہ ہو) تو مکروہ ہے۔ دونو حدیثوں
 کا دقتیں استیعانہ بصلوٰۃ
 محل ضرورت و عدم ضرورت قرار دیا
 ہے۔

حنورا قدس نے بنی حمزہ سے جو معاہدہ کیا ہے اس کے الفاظ
 حسب ذیل ہیں۔

معاہدہ قبیلہ بنو نضمرہ

هَذَا كِتَابُ بَيْنِ مُحَمَّدٍ
 رَسُولِ اللَّهِ لِبَنِي نَضْمَرَةَ
 أَنَّهُمْ آمَنُوا نَعَى
 آبَائِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ
 وَأَنَّهُمْ لَمْ يَنْصُرُوا عَلَى
 مَنْ تَرَاقَهُمْ إِلَّا أَنْ
 يُجَاوِرُوا فِي دِينِ اللَّهِ

یہ محمد رسول اللہ علیہ السلام
 وسلم کی تحریر ہے۔ بنو نضمرہ کے
 لئے ان لوگوں کا جان و مال محفوظ
 رہے گا۔ اور جو شخص ان پر حملہ
 کرے گا اس کے مقابلہ میں انکی مدد
 کی جاوے گی۔ بجز اس صورت
 کے کہ یہ لوگ مذہب کے مقابلہ

وَأَنَّ النَّبِيَّ إِذَا دَعَاكُمْ
لِنَصْرِهِ أَجَابُواهُ الْغَمْرُ
روض اللافذ ذوقانی جلد ۱ صفحہ ۲۲ میں لڑیں۔ اور پیغمبر حبیب ان کو
مدد کے لئے بلائیں گے تو مدد
کو آئیں گے۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں جنگ بویب جو
رمضان ۳۷ھ ہجری میں واقع ہوئی ہے عیسائی قومیوں
بھی مسلمانوں کے ساتھ شریک کارزار تھیں۔ جن کو علامہ
شبلی نے الفاروق میں تفصیل سے لکھا ہے اور سوانح عمری
حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی واقعہ کو
لکھ کر طبری کا حوالہ دیا ہے۔ الفاروق کے چند جملے یہ
ہیں۔ یہ جوش یہاں تک پھیلا کہ عمرو تغلب کے
سرداروں نے جو مذہباً عیسائی تھے حضرت عمر رضی اللہ
کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ آج عرب عجم کا مقابلہ
ہے۔ اس قومی معرکہ میں ہم بھی قوم کے ساتھ
ہیں۔ ان دونوں سرداروں کے ساتھ ان کے
قبیلہ کے ہزاروں آدمی تھے اور عجم کے مقابلہ کے
جوش میں لبریز تھے الخ

آگے لکھتے ہیں۔ شہنے نے قوم کو لکھا کہ گھبراؤ
نہیں یہ نامردانہ غل ہے۔ عیسائی سرداروں کو جو ساتھ
تھے بلا کر کہا کہ اگرچہ تم عیسائی ہو لیکن ہم قوم ہو
آج قوم کا معاملہ ہے میں مہران پر حملہ کرتا ہوں۔

تم ساتھ رہتا۔ انہوں نے لیتیک کہی تھنے نے ان
 سرداروں کو دونوں بازوؤں پر لے کر دھاوا کیا اور
 اس کے بعد لکھتے ہیں ویرتاک بڑے گھسان کی
 لڑائی رہی۔ انس ابن بلال جو عیسائی سردار تھا۔ اور
 بڑی جان بازی سے لڑ رہا تھا زخم کھا کر گرا۔ تھنے نے
 خود گھوڑے سے اتر کر اُس کو گود میں لیا۔ اور اپنے
 بھائی مسعود کے برابر لٹا دیا۔ ان واقعات سے صاف
 ظاہر ہے۔ کہ ضرورت کے وقت غیر مسلموں سے امداد
 لیجا سکتی ہے۔ اور اُن کو شریک عمل کیا جا سکتا ہے
 بناءً علیہ قوم ہنود سے جو اسوقت مسلمانوں کے
 محارب نہیں۔ صلح کرنا اور اُن کو شریک عمل کرنا شرعاً
 جائز ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ
 ایسے تعلقات یا ایسی شراکت عمل جس میں مذہب
 اسلام کو ضرر پہنچے۔ اور کفار کے مذہب کی تائید
 ہو۔ کسی حال میں جائز نہیں۔ چنانچہ اس وقت گورنمنٹ
 برطانیہ کے ساتھ تجارتی تعلقات یا فوجی ملازمت
 جن کی وجہ سے گورنمنٹ غرہ ہو کر مسلمانوں کو تباہ
 کر رہی ہے۔ یہی وہ تو لے ہے جس سے قرآن پاک
 نے جابجا منع فرمایا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

اس مسئلہ کی تصدیق جناب پیر مہر علی شاہ صاحب
 گولڑوی کے اس خط سے ہوتی ہے جو جناب حضرت

خواجہ محمد ضیاء الدین صاحب سجادہ نشین وربار سیال
 شریف کی خدمت میں تحریر کیا گیا ہے۔ جناب پیر صاحب
 کی عبارت یہ ہے ”دنیوی معاملات جس میں اسلام پر
 ضرر نہ ہو۔ بغیر مرتدین کسی کافر سے مطلقاً تبصریح فقہاء
 حرام نہیں۔“ اس عبارت سے واضح ہے کہ جو معاملات
 اسلام کو ضرر رساں نہ ہوں وہ کفار کے ساتھ جائز ہیں۔
 تو وہ معاہدہ جس میں بجائے ضرر کے نفع کی غالب
 امید ہو کیوں جائز نہ ہوگا

محمد حسین عفی عنہ

المجید
 محمد حسین عفی عنہ مدرس العلوم
 ضیاء الشمس الاسلام سیال شریف

المبید
 حررہ خادم العلماء والفقراء
 اونٹنہ از خدام حضرت خواجہ پیر
 سیال رضی اللہ عنہما کن مشہر
 نگہیانہ۔ غلام حسین نقیم محمد

العبد
حرره المسکين احمد الدين ميانوالی
خادم دربار عالیہ سیال شریف تعلیم خود

الجواب صحیح
وہذا التحریر فی آیۃ لا ینقض کلمۃ
اللہ عن الذین
لکم لیتا تلوکم فی الدین
ولم ینخرجکم من
دیارکم الا یتۃ
فقیر محمد ضیاء الدین سیالوی

الجواب صحیح
حرره محمد امین نکوچی یقیم دربار سیال
شریف

الجواب صواب یا اذنیاب
سعید احمد لکھنوی صدر مدرس و
مفتی مدرسہ عربیہ گنبدان پانی پت
و ناظم مدرسہ رفقاء المسلمین لکھنؤ۔

ہذا ہوا بحق فمنا ذابعد الحق الا الضلال
جمال الدین کوٹھیا لوی ضلع
گجرات

بیشک موجودہ حالت میں قوم ہنود کے
ساتھ مصفا تحت کرنا اور حدود مذہب
کو محکم طریقہ سے محفوظ رکھتے ہوئے
ان کے ساتھ اتحاد کرنا اور ان سے
مدولینا درست ہے اور روایات و
اثار سے ثابت ہے کما حقہ المجاہد
فقطہ و اسد اعلم بالصواب
کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ
منفی مدرسہ دیوبند ۱۹ - ربیع اول ۱۳۸۰ھ

الجواب صواب

محمد الوزعفی عفی عنہ

الجواب صحیح

محمد تفتنی حسن عفی عنہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین در صورت ہائے مذکور و ذیل
(۱) خلافت اسلامیہ کے متعلق جدوجہد میں حصہ لینا بموجب حکم شرعی کس حد تک ہے۔

(۲) جو شخص بموجب عہدہ دار سرکاری ہونے کے جلسہ خلافت اپنے شہر یا اپنے محلہ یا مسجد میں روکے۔

(۳) جو شخص رضا کاروں کو راستہ سے گزرتے ہوئے زووکوب کرے اور نہایت بیہودہ بولے اور جھنڈے (کہ جن پر صرف کلمہ یا اللہ اکبر ہو) چھین کر پولیس کے حوالہ کرے اور اسے شرع شریف کیا حکم ہے۔

تمہید الجواب

بینوا اتو جروا۔ قال اللہ تعالیٰ۔
یا مہمہ سبحانہ۔ قال اللہ تعالیٰ۔
وعد اللہ الذین امنوا منکم
وعملوا الصلحت لیستخلفنہم
فی الارض کما استخلف الذین
من قبلہم ولیمکن لہم
یعنی جو لوگ ایمان لائے اور نیک
عمل انجام دیے اسد کا ان سے وعدہ
ہے کہ انہیں زمین کی خلافت دیگا
ٹھیک اسی طرح جس طرح پہلی قوموں
کو دی جا چکی ہے۔ اور ایسا کریگا کہ

دينهم الذي ارتضى لهم
وليبدلهم من بعد خوفهم
امتناء

يعبدون ولا يشركون
بشيئاً ومن كفر بعد
ذلك فأولئك هم الفاسقون
پارہ ۱۸ - سورۃ نور -

وفی شرح العقاید النسفیۃ ثم
الاجماع علی ان نصب الامام واجب
وانما الخلاف فی انه یجب علی السواد
علی الخلق بدلیل سنی او عقلی والمذہب
انه یجب علی الخلق سماعاً - لقوله علیه السلام
من مات ولم یعرف امام زمانه فقتلت
میته جاہلیۃ ولان الامۃ قد جعلوا اہم
المہات بعد وفات النبی صلی اللہ علیہ
والہ وسلم نصب الامام حتی قد موهلے
الدفن وکذا بعد موت کل امام ولان
کثیر من الواجبات الشرعیۃ یتوقف علیہ
انتہی من عینہ صفحہ ۱۰۹ -

ان کے لئے ان کا دین حق قائم
ہو جائیگا اور خوف کی گھڑیاں امن
کی خوشحالی و کامرانی سے بدل دی
جائیں گی۔ میری عبادت کریں میرے
ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناویں۔
اور جس نے اس کے بعد کفر کیا وہی
فاسق ہوں گے۔

یعنی شرح نسفی میں ہے کہ تمام علماء کا
اس بات پر اتفاق ہے کہ امام کا مقرر
کرنا واجب ہے اور صرف اختلاف
اس بات میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ پر واجب
ہے یا خلق پر دلیل عقلی یا عقلی کیساتھ
اور مذہب یہ ہے کہ لوگوں پر واجب
ہے امام کا مقرر کرنا دلیل سنی کے ساتھ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص ایسی حالت میں مرے کہ اپنے
زمانہ کے امام کو نہ پہچانا تو اس کی موت
جاہلیت کی موت ہوئی سو دوسرا اسکا
کہ امت نے امام کے مقرر کرنے
کو نہایت مقصود جانا یہاں تک کہ اسکو
سید الکونین کے وزن پر مقدم کیا اور

اسی طرح ہر خلق کی موت کے بعد تیسرا
اس واسطے کہ بہت سے واجبات شرعیہ

اسی پر موقوف ہیں

شرح عقاید نسفی میں ہے

یعنی حضرت عبدالعزیز بن عمر فرماتے ہیں
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جس شخص کی موت بغیر امام کے ہو ان کی
موت جاہلیت کی موت ہوتی ہے۔

یعنی مسلم کی وہ پھری روایت میں مرفوعاً
ہے کہ جس شخص کی موت کی ایسی حالت
ہوئی کہ اس کی گردن میں بیعت امام کی
ہمیں تو وہ موت جاہلیت کی ہوئی۔

خلافت اسلامیہ جب کا دوسرا نام حمایت دین اللہ ہے اس میں حصہ لینا حسب
استطاعت و طبق منصب ہر ایک مسلمان کا بحیثیت اسلامی ہو کہ تین فرض ہے خواہ
عالم ہو یا جاہل رومی ہو یا زنگی۔ عربی ہو یا عجمی امیر ہو یا فقیر۔ بلند ہو یا سدا ہسی۔
علی الخصوص جبکہ اعداء اسلام نے اس خلافت کو معرض زوال میں ڈال دیا ہو۔

قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین
افتوا کووا انصار اللہ پارہ ۲۵
یعنی اے ایمان والو ہو عباد و مدد کرنے
والے اللہ تعالیٰ کے یعنی اوس کے
دین کی مدد کرو۔ پارہ ۳۳ سورہ صف

اس میں کسی فرد بشر کی خصوصیت نہیں ہے اور نہ ہی کسی دنیا پرست طالب
جاہ کا اس سے استثناء۔

اور نیز اس

والحدیث فی صحیح مسلم عن ابن عمر رضی
اللہ تعالیٰ عنہما۔ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من مات بغیر امام مات
میتہ جاہلیتہ۔

وفی روایتہ المسلم ایضاً مرفوعاً من ہاتھ
ولیس فی عنقہ بیعت مات میتہ جاہلیتہ انتہی
من بیئہ صفحہ ۵۱۳۔

ہاں عرف ایمان کا ہونا اس میں شرط ہے اگر ایمان ہے تو اسلام کی مدد
 فرض ہے اگر ایمان نہیں تو اسلام اس کی مدد سے مستغنی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ
 نے اپنی کلام پاک میں بہت جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ اکتالے اپنے نور اسلام کو
 خود تمام و کمال کر دینا اگرچہ کافر مشرک لوگ اسکو ناپسند کریں۔
 زمانہ حال میں نصرت اسلام کا اعلیٰ ذریعہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے
 جسکی وجہ سے امت مرحومہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر امت کے خطاب سے
 سرفراز ہوئی۔

یعنی ہو تم اچھی اور بہترین امت	کنتم خیر امتہ اخرجت
جو قائم کی گئی ہے لوگوں کے لئے امر	للناس تأمرون بالمعروف
کرتے ہوئے ساتھ نیک کاموں	وتنهون عن المنکر پارہ ۴۔
کے اور برے کاموں سے منع	وقال الله تعالیٰ عن لقمان
کرتے ہو تم۔ سورہ آل عمران	وامر بالمعروف وانه عن
یعنی نیک کاموں کا امر کر اور برے کاموں	المنکر واصبر علی ما اصابک
سے منع کر اور تکلیف پہنچنے پر صبر	ذلک من عزم الامور
کر۔ کیونکہ یہ واجبات امور سے ہے	

اس آیت کریمہ نے علاوہ فرضیت امر بالمعروف کے یہ بھی بتا دیا کہ امر
 معروف و نہی عن المنکر کی تعمیل سے طرہ طرح کی صعوبتیں اور تکالیف کا
 سامنا ہوگا۔ لیکن ساتھ ہی ارشاد ہوا کہ اس پر صبر کرنا اور استقلال اور بہت
 مردانہ کو نا تھ سے دینا۔

اسی لئے شارع علیہ السلام نے نہی عن المنکر کے تین درجہ مقرر فرما کر
 یہ فرمایا کہ ان کے بغیر ان کے وادہ کی قدر بھی ایمان نہیں یعنی جو ان تینوں اقسام

میں اقسام سے کیسے بھی ادا نہ کرے تو وہ مومن نہیں رہ سکتا۔
 عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال
 سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یقول من رآنی منکم متکراً فلیتیرہ بیدہ
 فان لم یستطع فیدرسانہ فان لم یستطع
 فیلیم وذلک اضعف الایمان
 رواہ مسلم و فی روائہ و لیس و راو
 ذلک حجتہ خردل من الایمان

یعنی فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص نا جائز کام کو دیکھے تو اسکو ہاتھوں سے صاف کر دے اور اگر ہاتھوں کی طاقت نہیں تو زبان سے تبلیغ و تفہیم کرے اور اگر زبان کی بھی طاقت نہیں تو اسکو دل میں برا جانے اور ضعیف ایمان سے ہے اور ان سے بغیر رائی کے و نہ بھر بھی ایمان نہیں۔
 اس حدیث شریف نے تینوں مدارج فرما دئے (اول) تو اسکو ہاتھوں سے تہنیک کرے اور مجرم کو خوب مار پیٹ کر سیدھا کر دے تاکہ اسکو نفیحت اور دوسروں کو عبرت ہو۔ (دویم) اگر ہاتھوں سے سمجھانے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے خوب تفہیم کرے اور نرمی اور گرجی ہر طرح سے اسکو برا اور راست لاوے۔ (سویم) اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو اسکو دل میں برا جانے اور یہ قسم اخیر ضعیف ایمان کی خاص علامت ہے۔ ادا کر نہ سہ کی ادائی سے قاصر رہے اور ان میں سے کوئی کام بھی نہ کرے تو مومن کہلائے کا مستحق نہیں۔

اور یہ بھی واضح رہے کہ ان تینوں مدارج نہی عن المنکر کے اشخاص اپنی اپنی حیثیت اور منصب کے مطابق ہیں۔ مثلاً امر و نہی و قضا و دستوری ہدایت کرنے پر قادر ہیں انکے لئے پہلا قسم مخصوص ہے اور علماء و صلحا کے

لئے تانی اور عوام کے لئے ثالث جیسا کہ حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی
 قطب ربانی سید عبدالغادر جیلانی قدس سرہ نے غنیۃ الطالبین میں
 فرمایا ہے۔

فاذا ثبت وجوب الانکار فالشکرون ثلثة - اقسام قسم مکون
 انکار ہم بالبدویم الامۃ والکسلاطین
 والقسم الثانی انکار ہم باللسان دون
 البیدویم العلماء والقسم الثالث
 انکار ہم بالقلب وہم العامة کصفۃ ۱۳۶
 یعنی جب نہیں عن النکر کا وجوب ثابت
 ہو گیا تو انکار کرنے والے تین قسم
 کے لوگ ہیں (اول) وہ لوگ جو امام
 سے انکار کر سکتے ہیں جیسا کہ امام
 اور بادشاہ (دویم) جو امام سے انکار
 نہ کر سکیں بلکہ زبان سے کریں۔ جیسا
 علماء (سویم) وہ جو صرف دل سے
 انکار کریں جیسا کہ عوام لوگ ہیں۔

اس تقریر سے یہ بات ثابت ہو گئی۔ کہ اعلیٰ پیمانہ کے شخص کو اوسے
 منصب اختیار نہ کرنا چاہیے۔ مثلاً امرار صرف ربانی اور ولی انکار پر اکتفا
 نہ کریں بلکہ اگر ضرورت ہو تو دستی طاقت صرف کریں اور نہ ہی علماء و مقتدیان
 امت مجبیہ صرف ولی انکار پر اکتفا کریں۔ بلکہ ربانی انکار جو ان کے منصب
 کے مناسب اس سے دیر نہ کریں۔

اور دل سے برا جاننے کا یہ مطلب نہیں کہ اعدا و دین کے ساتھ دل میں
 رنج ہو اور ظاہر میں ان کے ساتھ تعلقات دوستانہ و ارتباط مخلصانہ رکھے
 بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ جملہ تعلقات و معاملات اس سے قطع کروے۔
 جسکا سنے مجاورہ زمانہ موجودہ (ترک مولانا) عدم تعاون، نزل و رتن ہے
 مان لیا کہ آج کل مسلمانوں کو خلافت اسلامیہ کے بحال کرنے کی دستی

طاقت تو ہرگز نہیں۔ اسلئے ان سے امر معروف کا قسم اول تو ہونہیں سکتا لیکن باقی دو قسم یعنی زبانی مطالبہ اور دلی مقاطعہ تو ہر ایک مسلمان سے ہو سکتا ہے اور اس سے کافی امید کامیابی کی یہی ہے بشرطیکہ اتفاق اور اتحاد کو جاننے نہ دیں۔

زبانی مطالبہ کی یہ صورت ہے کہ تمام اہل اسلام یک جان ایک زبان ہو جائیں اور عام جلسے منعقد کریں۔ جن میں تمام اہل حل و عقد جمع ہو کر اپنا مافی الضمیر ظاہر کریں۔ جس سے یہ ثابت ہو جاوے گا کہ یہ تمام اہل مجلس حکومت کے فلان فعل ناشائستہ سے ناراض ہیں۔ اور ایسے عیسائے عموماً ہر ایک شہر اور ہر گاؤں میں ہوئے رہیں۔

اور مقاطعہ کی یہ صورت ہے کہ تمام افراد رعیت حکومت سے قطعاً تعلق نہ رکھیں وکلاء و کالت کو چھوڑ دیں اور ملازمین کو کمری سے استعفاء دیکر گھروں میں بیٹھ جائیں۔ معاونین امانت سے ہاتھ کھینچ لیں اور عدالت کے کسی کمرہ میں قدم نہ رکھیں تمامی مقدمات اپنی قومی پنچائیت کے ذریعہ فیصلہ کرائیں۔ غالباً حکومت اپنی رعیت کی ناراضگی دیکھ کر متاثر ہو جس سے وہ ان کے تمام مطالبے پورے کر دے گی۔ علاوہ ازیں تجارتی مصلحت کہ چہر حکومت کا دار و مدار ہے اُسکو بھی روک لیں یعنی ولایت کا مال باطل خرید نہ کریں۔ بلکہ کل اشیاء دیسی استعمال میں لاویں۔ یہ تمام امور امن و آرام سے ہونے چاہئیں۔ تو غالب امید ہے کہ حکومت اپنے افعال ناشائستہ سے باز اگر رعیت کی خوشنودی اور خوشحالی کی کوشش کرے گی اور حقوق واپس کر دے گی۔

امام الائمہ حضرت امام غزالی احیاء العلوم صفحہ میں اس مسئلہ پر زیادہ
روشنی ڈالی ہے

اعلم ان اول الامر بالمعروف
التعريف وثانيه الوعظ و
ثالثه التثيين في القول والبع
المنع بالتمس في الحمل على الحق
بالضرب والعقوبة والحايز
من جملة ذلك مع السلطانين
الرتبان الاوليات وهما
التعريف والوعظ واما المنع
بالتمس فليس ذلك لاحاد
الرعية مع السلطان فان
ذلك يحرك الفتنة ويهيج
الشروع ويكون ما يتولد منه
من المخذوس اكثر واما التثيين
في القول كقوله يا ظالم يا من
لا يخاف الله وما يجرى مجراه
فذلك ان كان يحرك فتنة
يتعدى شرها الى غيره لم
يجز وان كان لا يخاف الله على
نفسه فهو جائز بل مذوب

یعنی امر معروف کا پہلا درجہ نرمی سے
سمجھانا اور دوسرا نصیحت اور تیسرا
منہمکتی سے کہنا اور چوتھا مار پیٹ کر
منع کرنا ہے اور بادشاہ اسلام کی مخالفت
درجہ اول و دوم جائز ہے یعنی نرمی
کے ساتھ فہمائش اور نصیحت
اور چہارم درجہ یعنی مار پیٹ کر نایہ کسی
عزیت کو بادشاہ اسلام کے ساتھ جائز
نہیں کیونکہ اس سے فتنہ اور شر پیدا ہوتا
ہے اور اس میں بڑے فساد برپا ہوتے
ہیں۔ اور تیسرا درجہ یعنی سخت کلامی
ان کے ساتھ عیساکہ اسے ظالم اسے
خدا سے نہ ڈرنیوالا یا ایسے دیگر الفاظ
اگر ان سے ایسا فتنہ برپا ہوتا ہو جو
دوسروں کی طرف تجاوز بھی کر جاوے
تو ہرگز جائز نہیں اور اگر صرف اپنی جان
کا خوف ہو تو جائز بلکہ مستحب ہے۔
کیونکہ سلف کی عادت اپنے آپ کو
خطر میں ڈالنا اور انکار سے پیش آنا

اليه فلقد كان من عادة
السلف التعرض للخطر و
التصريح بالانكار من غير
مبالاة بجلالته المجهدة والتعرض
لانواع العذاب لعلهم بان
ذلك شهادة قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم خير الشهداء
حمزة بن عبد المطلب ثم رجل
قام الى امام فامر به ونهاه
في ذات الله تعالى فقتله على
ذلك وقال صلعم افضل المجتاه
كلمة حق عند سلطان جابر و
وصف النبي صلى الله عليه وسلم فقال قرن
من حديد لا تأخذه في الله
لومة لائم وتركه قوله الحق قاله
من صديق ولما علم المصلوبون
في الدين ذلك وانه اذا قتل
فوشهيد كما وردت به الاخبار
قد موافق ذلك موطنين
انفسهم على الشهادة وفتحهم لادين
انواع العذاب وصابرين في

تھی اس سے ان کو نہ ہلاکت کی پہچان
اور نہ عذاب کا ڈر تھا۔ کیونکہ ان کو
شہادت کا یقین تھا۔ اور حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر شہیدوں کا
امیر حمزہؓ ہیں۔ پھر وہ شخص جو بادشاہ
کو امر و نہی کرے احکام شرعیہ میں جس
سے بادشاہ اسکو قتل کر دے اور پھر
حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان
ہے کہ سب سے بہتر جہاد حق کا کلمہ
کہنا بادشاہ کا الم کے پاس ہے۔ اور
حضرت عمرؓ کی اپنے صفت کرتے
بیان فرمایا کہ لو ہے کالم ہے۔ جو
اسکو ملاست کرنے والے کی ملامت
نہیں روکتی اور اسکو حق کوئی سنے
لوگوں سے علیحدہ کر دیا ہے۔ اسکا
کوئی دوست نہیں اور جب معصیوں
دین والوں کے ان حالات کو معلوم
کر لیا۔ اور یہ بھی جان لیا کہ اگر قتل
کئے گئے تو شہید ہوں گے۔ جیسا کہ
امام پیشانی وارو ہے تو اس کا ہم پر
اگے اپنی جانوں کو ہلاکت پر ڈالتے ہوئے

ذات اللہ تعالیٰ و محتسبین بما
 یذ لونہ من مہجہم عند اللہ
 انتے من سینہ جلد ثانی صفحہ ۲۰۸
 اور غدا ب کو برداشت کرتے ہوئے
 اور ذات الہی میں صبر کرتے ہوئے
 اور ثواب جلتے ہوئے اس چیز
 سے جو خرچ کرتے ہیں اپنی عزت کو
 اللہ تعالیٰ کے نزدیک ۔

اس عبارت نے حسب ذیل امور کی بنیادیت کی (۱) بادشاہ اسلام کے
 ساتھ مقابلہ ضرب و عقوبت کا کسی فرد رعیت کو جائز نہیں (۲) قہاریں اور
 نصیحت کرنا ہر ایک فرد رعیت کا بادشاہ کو جائز ہے (۳) سخت کلامی سے بادشاہ
 کو سمجھانے کی دو صورتیں ہیں (الف) جبکہ اس میں فتنہ عام برپا ہو نیک کا خوف
 ہو (ب) جبکہ صرف اپنی جان کے تلف ہو جانے کا خوف ہو ۔ پہلی صورت
 ناجائز دوسری جائز بلکہ مستحب (۴) سلف صالحین کا بھی یہی عملدرآمد ہے
 کہ بادشاہان وقت کو امر معروف کرتے رہے ہیں اور اپنی جان و مال و عزت
 کو نسبت لفرقہ اسلام کے پیچھے نہ تھے ۔ حضرت مولانا عارف جامی فرماتے ہیں
 کہ کس کو ترا بخوابت جان را چہ کند
 فرزند و عیال و خانماں را چہ کند ۔

اس سے بادیان قوم و حامیان اسلام و فدایان ملت و عاشقان خلافت
 اسلامیہ کے کارناموں کی صداقت و حقانیت بخوبی ظاہر ہوگی ۔ جس سے ہم
 تمام اہل اسلام کو سبق سیکھنا اور پھر قدم تقدیم اتباع کرنا چاہیے ۔ خواجہ حافظ
 شیرازی فرماتے ہیں ۔

بنا کرد خوش سے نہاک خون فطین
 خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت

باقی رہے وہ لوگ جو خلافت اسلامیہ کی مجالس میں شرکت نہیں کرتے
وہ تین سالوں سے خالی نہیں راول، یہ کہ حکومت کی اس حرکت ناشایستہ پر
راضی ہیں جیسا کہ جی حضور سے دست بچنے و مہبران کو نسل اور ان کی مذمت کلام
الہی و حدیث شریف میں موجود ہے۔

قال الله تعالى من يتولى لهم
منكم فانه منهم بارہ سورہ
ولين ترضى عنك اليهود و
لا النصارى حتى تتبع ملتهم
پارہ اول سورہ بقرہ
یعنی جو شخص دوست رکھتا ہے کفار
کو تم میں سے پس انہیں سے ہے۔
یعنی راضی نہ ہوں گے تجھ سے یہود
و نصاریٰ یہاں تک کہ تو ان کے دین
کی تابعداری نہ کرے۔

اور حدیث شریف میں عرس بن عمر سے مروی ہے

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا علمت
یبتہ فی الارض من شہد ما فکر بہا
کان کمن غاب عنہا ومن غاب عنہا
فرعیبا کان کمن شہد بارواہ ابو
داؤد۔
یعنی جب زمین پر گناہ کئے جائیں۔
جو شخص حاضر ہوا اور ان گناہوں کو
ناپسند کرے تو وہ مانند اس شخص
کے ہے جو غائب ہے اور جو غائب
ہو کر راضی ہو تو وہ مثل حاضر کے ہے۔

دعویٰ نمبر ۱۰۔ لوگ ہیں جو حکومت کی اس حرکت نازیبا پر راضی تو نہیں مگر کسی
لایح دنیا و عزت و جاہ میں اکثر زمین کی پردہ بین کر لے اور کہتے ہیں کہ اگر
حکومت ناراض ہو گئی تو یہ جاگیر و عزت جو سرکار کی طرف سے ملی ہوئی ہے
سب چلی جائے گی جس سے ہم نادار اور ذلیل ہو جائیں گے۔ جیسا کہ
ملازمین و جاگیرداران و آئیری میسٹریٹ و خطاب یافتگان ہیں۔ اور ان
کی مذمت میں بھی کلام الہی و حدیث شریف وارد ہے۔

قال الله تعالى بشر المنافقين
بان لهم عذابا اليماں الذين
يتخذون الكافرين اولياء من
دون المؤمنين ايتبعوا
عند هم العشرة فان العشرة لله
جميعا پارہ ۵۔ سورۃ النساء

یعنی ان منافقوں کو عذاب و دہا
کی خوشخبری دیجئے جو سوائے مومنین
کے کافروں کو دوست بناتے ہیں
کیا چاہتے ہیں ان کے ہاں عزت
پس تحقیق تمام عزت اسم ہی کو ملے ہے

اور امام شمس المائتہ خراسانی نے حدیث میں فرمایا ہے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا
برئ من کل مسلم مع شرک ای تحت
لوائہ

یعنی میں ہر اس مسلمان سے بیزار
ہوں جو مشرک کے ساتھ ہو یعنی
اُسکے جھنڈے کی نیچے ہو۔

(سویم) وہ لوگ ہیں جو نہ ان حرکات مذمومہ کو پسند کرتے ہیں اور نہ طمع دنیا
کا ان سے رکھتے ہیں اور نہ جاہ طلی کی ان کو خواہش ہے۔ الا وہ موت ہی
سخت ڈرتے ہیں اور جان کو ایسا عزیز جلتے ہیں کہ اُس کے مقابلہ میں خدا
پورا اُس کے رسول کے فرمان کی ذرا بھر پرواہ نہیں کرتے اور ایسی گہری نیند
میں سوئے ہیں کہ یہ گریہ عالمگیر ان کو کروٹ بدلنے تک بھی
نہ اسکا حق گوئی سے ساکت ہیں حق مبینی سے بہوت ہیں۔ جیسا کہ رہبان
و گورشتہ نقیبان وغیرہ جانب و سامان اسلام ہیں۔ ان کے حق میں بھی کلام
الہی و حدیث شریف موجود ہے۔

قال الله تعالى فادعوا فقوم
و خافون ان کنتم منہین
پارہ ۴۔ سورۃ آل عمران

یعنی ان سے مت ڈرو اور مجھ ہی سے
ڈرو اگر ہو تم ایمان والے

قُلْ إِنْ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ
مِنْهُ فَإِنَّ مَلَائِكَتَكُمْ تَنظُرُونَ
إِلَى عَالَمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
فَإِنِّي بَيْنَ يَدَيْكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ
(پارہ ۲۸ - سورۃ جیمہ)

قل لن يتفعلوا الفراعون قوتهم
من الموت أو القتل وإذا
تمتعون إلا قليلاً - پارہ ۲۱ - سورہ احزاب
قل من ذا الذي يعصمكم
الله ان اراد بكم سوءا و اراد بكم رحمة
لا يحيدون لهم من دون الله
ولياء ولا نصيراء
(پارہ ۲۱ - سورہ احزاب)

عن جرير بن علقم قال سكت النبي صلى
الله عليه وسلم ما من رجل يكون في قوم
يعمل قبيح بالمعاصي فيقتدون على ان يغير مسند
يغيروا الا اعصابهم الله يعقاب قبل
ان يموتوا - رواه ابو داود
وفي رواية الترمذي عن ابي سعيد

یعنی فرما دیجئے کہ جس موت سے تم
بھاگتے ہو وہ تمہیں ضرور ملنے والی
ہے پھر غریب اور حاضر کے جاننے
والے کی طرف تم لوٹائے جائیگے۔
پھر تم تمام اُن کاموں کی جو کرتے ہو
تمکو خبر دے دیگا۔

یعنی فرما دیجئے کہ نفع نہ دینگا۔ تم کو
بھاگنا اگر موت یا قتل سے بھاگو تم
اور اسوقت نفع نہ اٹھاؤ گے۔ مگر
تھوڑا سا نہ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ
تمہارے حق میں تکلیف پہنچائے
گا اور وہ کرے یا نعمت دینے کا ارادہ
کرے اور سوائے اللہ تعالیٰ کے
کوئی دوست اور مددگار اپنے لئے
نہ پاؤ گے۔

یعنی کوئی مرد نہیں ہے ایسی قوم
میں جن میں گناہ کئے جلتے ہیں اور
اُن کو مرد کی طاقت رکھتے ہوئے پھر
روکنا۔ مگر یہ چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اُن
کو خدا سے اُن کے مرنے سے پہلے۔

الحمد لله رب العالمين
 اعداؤكم ميتة الناس ان يقول بحق
 اذا علمه - مشكوة شریف باب الامر -

بالمعروف

ومن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله
 صلى الله عليه وسلم اوحى الله عز وجل لي
 جبرئيل عليه السلام ان اقلب مدينة
 كذا وكذا باهلها فقال يا رب ان فيهم
 عبدك فلانا لم يعصك طرفه عين
 قال فقال اقلبها عليه وعليهم فان
 وجههم لم يتغير في ساعة قط
 ومشكوة شریف باب مذکور

یعنی لوگوں کی ہیبت تمہیں حق گوئی
 سے منع نہ کرے۔ جب حق کو پہچان
 لیں۔

یعنی وحی بھی اللہ تعالیٰ نے جبریل
 علیہ السلام کی طرف کہ فلاں نے اور فلاں
 شہر کو مع اہل اُس کے الٹ دو۔ پھر
 کہنا جبریل نے اُسے رب میرے
 اس میں تیرا فلاں بندہ ہے کہ اُس
 نے کبھی ایک لفظ بھی گناہ نہیں کیا
 اسحضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا کہ الٹ دو اس سب کو اس پر اور
 ان پر اسلئے کہ منہ اس بندے کا کبھی
 متغیر نہیں ہوا۔ یہ سبب مہربانی کے
 ایک ساعت ہرگز۔

افسوس ہے اُن حضرات پر جنکی ایسے نازک وقت میں بھی جبکہ اسلام
 کے قیام اور قیام کا مسئلہ درپیش ہے مہر و سکوت نہیں لوٹتی۔ غیر اللہ کے
 خوف نے اُن کو بے حس و حرکت کر دیا ہے کیا اُن کو کعب بن مالک اور اس
 کے ہر دو ہمراہیوں کا واقعہ نہیں پہنچا کہ جو باوصف ایک جلیل القدر صحابی
 ہونے کے ایک ذرہ بھی سستی اور کاہلی کیوجہ سے مورد عتاب ہو گئے۔ اس
 واقعہ کی تفصیل کتب احادیث و تفاسیر میں بالبط مذکور ہے۔

مجل قصہ انگایہ ہے کہ غزوہ تبوک میں شامل ہونے کے لئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو عام حکم دیا تھا جیسر تمام صحابہ شوق و ذوق
سے شریک ہوئے صرف یہ تین صحابی بہ سبب سستی کے نہ سبب انکار و
عنفت ایمان کے شریک نہ ہو سکے جن کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے واپسی کے وقت تمام مسلمانوں کو ترک تعلقات (نامل و رتن) کا حکم فرمایا
یہاں تک کہ اُن کی بیبیوں کو بھی حکم ملا کہ اُن سے الگ ہو جائیں اور اُن سے
کوئی واسطہ نہ رکھیں یہ آزمائش اور عتاب اپر پورے پچاس دن تک برابر
جاری رہا۔ اور جب تک وحی آسمانی نے اُن کی دستگیری اور معافی نہ کی
اُن وقت تک وہ اس معیبت میں گرفتار رہے۔

وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا
حَتَّى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ
بِمَارْحَبٍ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ
أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ
لَهُمْ إِلَّا إِلَى اللَّهِ أَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ
پارہ ۱۱ - سورۃ توبہ

یعنی اور وہ تین آدمی جو جنگ سے
پیچھے رہ گئے تھے اور ان کا معاملہ قیصلہ
ابھی کے لئے ملتوی کر دیا گیا تھا سبب
انگایہ حال ہوا کہ تمام مسلمانوں نے
ان کو چھوڑ دیا یا زمین باوجود اپنی سخت
کے اُن پر تنگ ہو گئی۔ اپنی زندگی
سے تیار ہو گئے اور انہوں نے دیکھ لیا
کہ اللہ تعالیٰ سے پناہ نہیں ہے مگر
اُسی کی طرف تو پھر اللہ تعالیٰ نے
ان کی توبہ قبول کر لی۔ یقیناً اللہ ہی
ہے جو توبہ قبول کرتا ہے اور خطا کاروں
کے لئے مہربانی رکھتا ہے۔

جائے غور ہے کہ تھوڑی سی غفلت کی وجہ سے ایسے جلیل القدا صحابیوں کو غایت درجہ کی سزا دی گئی۔ تو ان حضرات کا کیا حشر ہو گا جو اسلامی خدمت کے نام سے گھبرالتے ہیں۔ واقعی اگر فریضہ و فلع کو اس قدر اہمیت نہ دیتی اور غفلت اور سستی کا ایسا قوی علاج نہ کیا جاتا تو یہ اسلامی باغ مدت سے باد خزاں کے ہاتھوں لٹ چکا ہوتا۔ اور ہمارے دلخ اسکی خوشبو سے محروم ہوتے۔

یہ حال تو ان لوگوں کا ہے جو دل میں اگرچہ درو اسلامی رکھتے ہیں۔ مگر کبھی سستی و غفلت کے سبب سے خدمت اسلامی سے محروم رہ جاتے ہیں۔ رہے وہ حضرات جو مرض دہن میں مبتلا رہیں۔ حکام مجازی کے ڈرنے ان کے دل اور ایمان پر قبضہ کر لیا ہوا ہے اور فانیہ متکبر کے درجہ کو پہونچ چکے ہیں بجائے خدمت اسلام کے اسلام سے عناد و کینہ رکھتے ہیں اسلامی مجالس کو پرگندہ کرنے میں سعی ہیں۔ اور جمعیت علماء و اجماع امت کے خلاف رویہ رکھتے ہیں ان کے لئے خدائی عتاب یوں ہے۔

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویقتبع غیر سبیل الحق منین نولہ ما نولی ونصلہ جہنم و ساءت مصیرا ط پارہ ۵ سورہ نساء

یعنی جو شخص مخالفت کرے رسول کی ہدایت کے ظاہر ہونے کے بعد امام مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلا پھیرے گے ہم اسکو اس طرف جس طرف اسکا رخ ہوا۔ اور پہونچائیں گے اسکو روزخ میں اور وہ بری جگہ ہے۔

یعنی ثوبان سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک الامم

ان تداعی علیکم کما تداعی الاكلة الى
تصعبها فقال قائل ومن قلة نحن
یوسیف قال بل انتم یوسیف کثیر ولکنکم
غشاء کتشاء السیل ولینزعن البیت من
صدور عدوکم المہابة منکم ویقذفن
النہ فی قلوبکم الوہن فقال قائل
یا رسول اللہ وما الوہن قال حب الدنیا
وکرہیتہ الموت رواہ ابو داؤد

کہ عنقریب تم پر کفار چڑھ دوڑینگے۔
جیسے بھوکے لوگ دسٹرخوان پر ایک
دوسرے کو بلا تے ہیں ایک شخص
نے عرض کیا کہ کیا اس دن ہم تھوڑے
ہوں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ تم
اسدن بہت ہو گے ولیکن تم
ماند کوڑا کرکٹ کے ہو گے بسبب
طغیانی پانی کے بہہ جاتا ہے اور
البتہ نکال ڈالے گا اللہ تعالیٰ تمہارا
عرب تمہارے دشمنوں کے سینوں
سے اور البتہ ڈالے گا اللہ تعالیٰ
تمہارے دلوں میں سستی کہہ کہنے
والے نے یا رسول اللہ اور کیا ہے
ستی فرمایا دنیا کی محبت اور عصامت
کا ناپسند کرنا۔

اور امام غزالی رحمت اللہ تعالیٰ احیاء العلوم میں حضرت ابوامامہ
باہلی سے روایت کرتے ہیں

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال
کیف انتم اذا طغى نساؤکم وفسق شبابکم
وترکتہم جہادکم قالوا وان ذلک لکان
یا رسول اللہ قال نعم والذی نفسی بیدہ
یعنی کیا حال ہو گا جب عورتیں تمہاری
سکرتیں ہو جائیں اور نوجوان تمہارے
فاسق بن جائیں اور جہاد کو تم چھوڑ دیو
صحابہ نے عرض کیا کہ کیا یہ بات

داشت منہ سیکون -



قالو وما اشد منہ یا رسول اللہ
قال کیف اتم اذالم تامر ما بمعروف
ولم تہوا عن منکر قالوا اکائن ذلک یا
رسول اللہ قال نعم والذی نفسی
بیدہ و اشد منہ سیکون قالوا و
ما اشد منہ یا رسول اللہ قال کیف
اتم اذ اتم المعروف منکر و المنکر
معروف قالوا اکائن ذلک یا رسول
اللہ قال نعم والذی نفسی بیدہ و
اشد منہ سیکون قالوا و ما اشد منہ
یا رسول اللہ قال کیف اتم اذ اتم
بالمنکر و ہیثم عن المعروف قال
اکائن ذلک یا رسول اللہ قال نعم
والذی نفسی بیدہ و اشد منہ
سیکون یقول اللہ تعالیٰ لی خلقت
لائمین لہم فتنۃ یحیر الخلیل فیما حیران

ہوئے والی ہے یا رسول اللہ
آپ نے فرمایا کہ ہاں قسم ہے اس
ذات کی جسکے قبضہ میں میرا نفس ہے
اور اس سے بھی سخت بڑا ہوئی والی
ہے۔

صحابہ نے عرض کیا اس سے سخت
کیا ہو گا یا رسول اللہ آپ نے
فرمایا کیا حال ہو گا تمہارا جب تک
کاموں کا امر کرو گے اور نہ برائیوں
سے روکو گے انہوں نے عرض کیا
کیا یہ بھی ہوئے والا ہے یا رسول اللہ
فرمایا کہ ہاں قسم ہے اُس ذات
کی جسکے قبضہ میں میرا نفس ہے اور
اس سے بھی سخت ہو گا۔ صحابہ نے
عرض کیا کہ اس سے کیا سخت ہو گا۔
فرمایا حضور نے کیا حال ہو گا تمہارا
جبکہ تم اچھی باتوں کو برا خیال کر دو گے
اور بری باتوں کو اچھا جانو گے۔
صحابہ نے عرض کیا کیا یہ بھی ہوئی والا
ہے یا رسول اللہ فرمایا ہاں قسم ہے
اس ذات پاک کی جو نفس میرا ہے

انتہے من عن صفحہ ۱۸۹ - جلد ثانی -

قبضہ میں ہے اور اس سے بھی سخت
امر ہوگا۔ عرض کیا اور اس سے کیا
سخت امر ہوگا۔ یا رسول اللہ فرمایا
کہ جب بری باتوں کو تم امر کرو گے
اور اچھی باتوں سے تم روک رہے۔
عرض کیا کہ یہ بھی ہو تو الّا ہے یا رسول
اللہ۔ فرمایا ہاں قسم ہے اس ذات
کی کہ نفس میرا اسکے قبضہ میں ہے
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنی ذات
کی قسم ہے کہ میں اپنے زبانی بلا نازل
کرونگا کہ بروہا بھی اس میں حیران
رہ جائے

حاصل یہ ہے امر بالمعروف نہی عن المنکر ایک نہایت ضروری اور ناکہ
فرض ہے جسکے ترک کرنے سے غضب الہی کا تحقق بنتا ہے۔ جیسا کہ عادت
صیحہ میں بالصریحہ موجود ہے حضرت امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔
عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عذب الہی قریۃ فیہا ثمانیۃ عشر النفا
عملہم علی الانبیاء قالوا یا رسول اللہ
کیف قال لم یکنوا یغضبون لہ و
لایامرون بالمعروف ولاینہون

یعنی گاؤں کے لوگوں پر عذاب
نازل ہوا جس میں اٹھارہ ہزار آدمی تو
ایسے تھے جسکے عمل پشیمروں جیسے
تھے مجاہد نے عرض کیا یا رسول اللہ
یہ کیونکر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
کے دشمنوں سے دشمنی نہیں رکھتے تھے

عن المنكر - انتے عیسے صفحہ ۱۸۷
(جلد ثانی)

اور نہ نیک کاموں کا امر کرتے اور نہ
بُڑے کاموں سے روکتے تھے۔

اس حدیث نے علاوہ امیر بالمعروف و نہی عن المنکر کے یہ بھی بتا دیا
کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے دشمنی رکھنی بھی ضروری ہے جسکے ترک
کرنے سے عذاب الہی کے نزول کا سخت خطرہ ہے اور اسید کا نام مقاطع
ترک موالات ہے جسکو آجکل کے علماء محققین نے اپنا معمول بہ قرار دیا ہے۔
حضرت امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔

وعن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قال قال ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یعنی عرض کیا ابو بکرؓ نے یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کیا سوائے جنگ مشرکین کے
کوئی اور جہاد بھی ہے فرمایا حق ورنے
ہاں ابو بکرؓ نے شک زمین میں اللہ
تعالیٰ کے مجاہدین ہیں۔ جو شہیدوں
سے افضل ہیں زندہ ہیں کھاتے پیتے
ہیں زمین پہ چلتے ہیں اللہ تعالیٰ
آسمانی فرشتوں میں انہیں کے سبب
فخر کرتا ہے اور آراستہ ہوتا ہے بہشت
ان کے لئے جیسا کہ آماستہ ہوتی ہے
ام سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے واسطے عرض کیا ابو بکرؓ نے وہ
کون لوگ ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ
نے فرمایا نیک کاموں کو امر کرنے والے

یا رسول اللہ! من جہاد غیر قتال
المشرکین فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نعم یا ابابکر! ان یقاتلوا
مجاہدین فی الارض افضل من الشداء
احیاء مرزوقین میشون علی الارض
یباہی اللہ بہم ملائکتہ السماء ووزین لہم
الجنة کما تزیینت ام سلمۃ لرسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکرؓ یا
رسول اللہ من ہم قتال ہم الامرون
بالمعروف والنہی عن المنکر والمحبون
فی اللہ والمبغضون فی اللہ۔ انتے
عیسے صفحہ ۱۸۷ (جلد ثانی)

اور برے کاموں سے روکنے والے
اور اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے
دوستی رکھنے والے اور اللہ تعالیٰ
کے دشمنوں سے دشمنی رکھنے والے ہیں۔

اس حدیث شریف نے علما و بہرہ امور مذکورہ بالا یعنی امر بالمعروف
و نہی عن المنکر بغض فی اللہ کے ایک امر و نہی کا یہی ثابت
کر دیا ہے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ ان چاروں چیزوں کو اپنا ضروری
عمل قرار دے کہ ان کے ترک کرنے سے میدان قیامت میں رو سیاہی ہوگی
اب اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر ایک
مسلمان پر فرض ہے یا کہ خاص علماء و امراء بصورت اول ہیں کسی بادشاہ
وقت یا امیر علاقہ کی جانب سے مازون و مجاز ہونا شرط ہے یا نہیں۔
محققین علماء نے اسکی بویں تنقید کی ہے کہ یہ ہر ایک مسلمان پر عام
ازینکہ عالم ہو یا جاہل امیر ہو یا فقیر ہندی ہو یا چینی فرض ہے اور اس میں
یہ بھی ضروری نہیں کہ بادشاہ وقت سے مازون ہو۔ جیسا کہ علامہ و ہر امام
نودی شارح صحیح مسلم کی شرح میں اسکی تشریح فرمادی ہے۔

قال العلماء ولا يختص الامر بالمعروف
والنہی عن المنکر باصحاب الولاية بل
ولک ثابت لاحاد المسلمين قال
امام الحرمین والذیل علیہ اجماع المسلمین
قال غیر الولاية فی الصدر الاول والعصر
الذی یلیہ کانوا یأمرون بالولاية بالمعروف
یعنی علماء نے کہا ہے کہ امر بالمعروف
و نہی عن المنکر امیروں کے اور بادشاہوں
کے ساتھ خاص نہیں۔ بلکہ ہر ایک
مسلمان کے لئے ثابت ہے امام
الحرمین نے کہا ہے کہ اسپر ویل مسلمانوں
کا اجتماع ہے کیونکہ زمانہ اصحاب

وَنَهَوْهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ تَقَرُّرُ الْمُسْلِمِينَ أَيَا هُمْ وَ
 تَرْكُ التَّوْبِخِ عَلَى التَّشَاغُلِ بِالْأَمْرِ
 بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ مِنْ غَيْرِ وِلَايَةٍ
 آتِيَةٍ مَعَهُ جِلْدِ أَوَّلِ صَفْحَةِ ۵۱

غرض کہ امر معروف کرنا اسلام میں تاکید می فرامیغ سے ہے جسکی ترک
 میں وعید شدید آئے ہیں۔ ایسے ضروری امر کو پس پشت کر دینا جملہ مسلمانوں
 سے عموماً اور مقتدا یاں اسلام کے خصوصاً اقبام الامور ہے۔

عَنْ خَدِيقَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
 أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي
 نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرَنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَ
 لَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَلَيُؤْثِرَنَّ اللَّهُ
 بِمَعِيشَتِكُمْ عَذَابًا مِنْ عَذَابِ مَنْ لَمْ يَدْعُهُ
 وَلَا يَسْتَجِابْ لَكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
 بِخَيْرٍ
 یعنی اے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا قسم ہے اُس ذات پاک کی
 کہ میرا نفس اُسکے قبضہ میں ہے البتہ
 نیک کاموں کا امر کیا کروا و برے
 کاموں سے روکا کرو۔ یا عنقریب
 بھیج دینگا اللہ تعالیٰ تم پر عذاب پھر دے گا
 مانگو گے اور نہ قبول کیا دے گی۔
 تمہارے لئے۔

اب علامہ نووی اُن حضرات کی خبر لیتے ہیں جو اس امر بالمعروف و نہی
 عن المنکر کو معمولی کام بلکہ فضول سمجھ کر اُسکو قطعاً ترک کر دیتے۔

وَأَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْبَابَ أَعْنَى بَابِ
 الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ فَتَصْنِيعُ
 الْكُثْرَةِ مِنْ أَرْزَانِ مَسْطَاوِلَةٍ وَلَمْ يَتَّقِ عَهْدَهُ
 فِي هَذَا الزَّمَانِ الْأَرْسُومِ قَلِيلَةً جِدًّا وَهُوَ
 یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا
 باب متروک ہو گیا ہے اکثر اسکازانہ
 وزارت سے اور نہیں باقی رہا اُس سے
 اُن زمانوں میں مگر بہت تھوڑی سی ہیں

باب غلبہ قوام الامر و ملاکہ و اذکر
کثر الخبیث عظم العقاب للصالح و الظالم
و اذالم یاخذوا علیہ النظم او شک
ان یحکم الله بعقابہ قال اللہ تعالیٰ
فلیحذر الذین یخالفون عن
امره ان تصیبه فتنۃ او
یصیبه عذاب الیم فینبتی
بطالب الاخرۃ و للساعی فی تفصیل
رضاء اللہ تعالیٰ ان یتنبی بہذا الباب
فان نفعہ عظیم و لا یمکن من ینکر علیہ
لا ارتفاع مرتبہ فان اللہ تعالیٰ قال
ولینصرت اللہ من ینصرہ و
قال اللہ تعالیٰ و من ینصم
باللہ فقد ہدی الی صراط
مستقیم و قال تعالیٰ و الذین
جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا
و قال تعالیٰ احسب الناس
ان ینترکوا ان یقولوا اللہنا و ہم
لا یفتنونہ و لقد فتننا الذین
من قبلہم فلیعلمن اللہ
الذین صدقوا و ليعلمن

حال آنکہ میرا کام ہے اسی پر انتظام
اور وارطارا امور شرعیہ کا ہے۔ اور
جبکہ خباثتیں عام طور پر پھیل جائیں
عام ہو جائے عذاب نیکیوں اور
بدوں کو اور جبکہ نہ روکیں ظالم کو
ظلم سے عنقریب ہے کہ عام کو دیکھا
اللہ تعالیٰ ان پر عذاب فرمایا اور
تعالیٰ نے پس چاہیکہ دوسری وہ
لوگ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ
کے حکموں کی یہ کہ پہونچے ان کو فتنہ
یا پہونچے ان کو عذاب و روناک۔
پس لائق واسطے طلب کرنیوالے
آخرت اور رضا مندی اللہ تعالیٰ
کی حاصل کرنے کی سعی کرنے والے
کو کہ کوشش کرے اس کام میں
کیونکہ اسکا بڑا نفع ہے اور ست
نہ ہو وہ شخص چسپاں نہ کیا جاوے۔
کیونکہ اسکا مرتبہ بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے ضرور مدد دے اللہ تعالیٰ اس
شخص کو جس نے مدد دی اللہ تعالیٰ
کو اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور وہ

۲۰
الکذ بین۔ نتے سے نصف

اول صفحہ ۵۱۔

شخص جو چنگل مارتا ہے اللہ تعالیٰ کیسے
پس تحقیق ہدایت کیا گیا راستہ
سیدھا کی طرف اور فرمایا اللہ تعالیٰ
نے جو لوگ کوشش کرتے ہیں ہمارے
راستہ پر چلنے کی ہم ضرور اُن کو
اپنے راستہ کی ہدایت کریں گے
اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کیا گمان
کیا ہے لوگوں نے یہ کہ وہ بیکار
چھوڑ دیئے جاویں گے صرف اُن
کے کہنے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں
اور حال اُنکہ وہ کسی آزمائش میں
مبتلا نہ ہوں۔ اور البتہ تحقیق ہم نے
آزمائش کی ہے اُن لوگوں کی جو
اُن سے پہلے تھے تاکہ جانے اللہ
تعالیٰ نے اُن لوگوں کو جو سچے ہیں اور
جان۔ لے جھوٹوں کو۔

اس تحقیق حق نے تارکین امر معروف کو بہت کچھ بھارا۔ اور یہ بھی
ثابت کر دیا کہ امر معروف کرنے والے پر اگر کوئی منکرانکار یا استہزاء کرے
تو اس سے اُسکو سست اور پریشان ہو کر نہیں ہوتا چلیے۔ بلکہ بھیڑیا
آگے قدم بڑھاوے۔

جواب سوال اول

عنوان مندرجہ بالا سے پہلے سوال کے جواب کی وضاحت پنجابی ہو گئی۔ یعنی خلافت اسلامیہ کی امداد ہر ایک مسلمان پر اپنی طاعت کے مطابق فرض ہے خواہ جانی ہیامالی۔ زبانی ہو یا ولی جیسا کہ ہر امر کی تشریح سابقہ سلسلہ کے ساتھ مذکور ہوئی اور جو شخص ان امور میں سے کسی امر کو بھی عمل میں نہ لاوے اور نہ ہی خلافت اسلامیہ کی ہمدردی میں حسب استطاعت حصہ لے وہ مسلمان کہلانیکا کوئی حق نہیں رکھتا۔

جواب سوال دوم

پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ مجالس اسلامیہ و جلسہ ہائے خلافت کی انعقاد سے غرض کیا ہوتی ہے۔ لیکن یہ امر بہت واضح ہے کہ ان مجالس کے اغراض نہایت ہی صلح ہیں۔ مثلاً امر بالمعروف نہی عن المنکر و عطا نصیحت اہل حل و عقد کا مشورہ و بار بار انتظام ضروریات اسلامیہ وغیرہ اور یہ تمام امور کتاب اللہ و سنت الرسول سے ثابت ہیں۔ امر معروف نہی عن المنکر کی نسبت آیات اور احادیث پہلے مشرحاً مذکور ہو چکی ہیں اعادہ کی حاجت نہیں ہے۔ رہا وعظ و نصیحت گو یہ بھی امر معروف کا ایک شعبہ ہے۔ مگر اسکا علیحدہ ثبوت دینا دیکھنے سے خالی نہ ہوگا۔

قال الله تعالى اولئک الذین یعلم الله مانی قلوبہم فاعرض عنہم و عظیمہم
یعنی یہ لوگ جانتا ہے اللہ تعالیٰ اُس چیز کو جو اُن کے دلوں میں ہے پس روگردانی اُن سے اور وعظ کر

وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنفُسِهِمْ قَوْلًا
بَلِيغًا (پارہ ۵) اُن کو اور کہدے اُن کے لئے بات
کافی - سورہ نساء

اور خیر سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کا مدت العمر تک وعظا اور نصیحت
میں سرگرم و مصروف رہنا جس کا ثبوت ہزار ہا احادیث میں موجود ہے۔ اور
علت غالی بھی بعثت کی یہی ہے۔ جیسا کہ آپ کے ارشاد فرمایا ہے۔
انما بعثت معلما اور قرآن شریف میں بھی ہے

هو الذي بعث في الامم
رسولا منهم يتلوا عليهم
آياته ويزكيهم ويعلمهم
الكتاب والحكمة وان كانوا
من قبل لفى ضلال مبين (پارہ ۲۸ - سورۃ جمعہ)
یعنی وہ خداوند ہے جو بھیجا ان پر رسول
میں سے خیر انہیں میں سے جو پڑھتا ہے
اپنے آیات کلام الہی کو اور پاک کرتا ہے
اُن کو اور سکھاتا ہے کتاب اور
حکمت یعنی سنت محمدیہ۔ اگرچہ تھے
وہ لوگ پہلے گمراہی ظاہر ہیں۔

اس آیت شریفہ نے اس بات کو ظاہر کر دیا کہ جناب سید الکونین
صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض منصبی اور کارنامے یہی تھے کہ ان پڑھوں کو پڑھانا
نادانوں کو سکھانا۔ گمراہوں کو راست پر لاتا اور احکام الہی کی ہر وقت تبلیغ کرنا
اپس تمام علماء امت محمدیہ عام ازینکہ صحابہ ہوں یا تابعی یا متبعین ہوں
یا فقہاء حنفیہ ہوں یا مالکیہ شافعیہ ہوں یا حنبلیہ کا اتفاق ہے کہ ہر ایک علم بحقیقت
اسلامی حسب استطاعت اپنے بھائی مسلمان کو وعظ و نصیحت کرنے کا
حق رکھتا ہے۔

عن جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قال باخیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
یعنی جریر سے روایت ہے۔ کہا
بیعت کی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم علی السمع والطاعة وان انصح
نکل مسلم رواہ ابو داود
وسلم اوپر سننے اور ماننے حکم امیر کے
اور اوپر نصیحت اور خیر خواہی اہل اسلام
کے۔

ربا مشورہ سو اسکی نسبت بھی تاکید ہی احکام ہمارے ہوتے ہیں قرآن شریف
اور ادا و بیش صحیحہ اُس کی حقانیت کے شاہد عدل ہیں۔

قال الله تعالى ونشاورهم
في الامر فاذا عزمت فتوكل
على الله الآية
یعنی کام میں اُن سے (صحابیہ)
مشورہ کر پس جب عزم مصمم کام
کرنے کی کر لیں تو اسد تعالیٰ پر توکل
کیجئے۔

پان ۴۔ سورہ عمران
عن ابي هريرة رضي الله تعالى
عنه قال ما ريت احداً اكثر مشورة لاصي
من رسول الله صلى الله عليه وسلم
رواه الترمذي
یعنی ہمیں دیکھا میں نے کسی شخص کو
مشورہ کرتا ہوا اپنے رفیقوں کے
ساتھ زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے۔

اور حلبہ اسلامیہ ہیں امور مذکورہ بالا امر بالمعروف ونہی عن المنکر
وغلط نصیحت اور کسی ضروری اسلامی کام کے انتظام کے لئے اہل حل عقد
صح ہو کر مشورہ کرنا ہوتا۔ حقوق مخصوبہ کے مطالبہ کے لئے تجویزیں مسوچی
ہوں۔ اُسکے فضائل اور اُسمیں شامل ہونے والوں کے مدارج میں بہت
اجاد و بیش وارد منجملہ اُن کے ایک یہ حدیث ہے جسکو امام غزالی رحمۃ اللہ
نے احیاء العلوم میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔ اور دوسری وہ

حدیث ہے جسکو مشکوٰۃ شریف میں معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے۔
ایک حدیث ہے جسکو امام غزالی نے احیاء العلوم میں روایت کیا ہے۔

علیہ وسلم ان حول العرش منابر من نور
علیہا قوم لباسہم نور و جوہرہم نور
یسوا بانبیاء ولا شہداء یغبطہم النبیین
والشہداء و قالوا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم صفہم لنا فقال ہم المتحابون
فی اللہ والمتحابون فی اللہ والمتحابون فی اللہ
فی اللہ و اہ الامام العزالی فی احیاء العلوم



قال اللہ تعالیٰ وجبت محبتی
للمتحابین فی اللہ والمتحابین فی اللہ والمتحابین
فی اللہ والمستأولین فی اللہ و اہ مالک

اور اپنی ایسے لوگ ہوں گے جن کی
پوشاک بھی نور کی ہوگی اور منہ ان کے
بھی نور کے ہوں گے نہ وہ لوگ مغیر
ہوں گے نہ شہید لیکن مغیر اور شہید
بھی ان کے ساتھ رشک کریں گے
عرس کیا صحابہ نے یا رسول اللہ انکی
صفت بیان فرمائیے۔ آپ نے
فرمایا وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا
مندی کے لئے محبت کرنیوالے
اور اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی
زیارتیں کرنے والے ہوں گے
یعنی واجب ہوئی ہے میری محبت
ان لوگوں کے لئے جو میرے راستہ
میں محبت رکھتے ہیں اور چلے کرتے
ہیں۔ اور زیارتیں کرتے ہیں اور خرچ
کرتے ہیں۔

علیہ الخصوص جس جلسہ اسلامیہ کے شامل ہونے سے اسلام اور اہل اسلام
کی خوشنودی اور کفار محارب اسلام کے غصہ بڑھ جانے کا تعلق ہو اور ساتھ
ہی گرفتاری اور قید وغیرہ سنہ رایالی کا احتمال بھی ہو ایسے جلسات میں شامل
ہونے کے فضائل و ملاحج احادیث صحیحہ میں بکثرت موجود ہے اور قرآن شریف
میں بھی رب العالمین جل و علیہ الشانہ ارشاد فرمایا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوا
ظُلْمًا وَّلَا نَصَبًا وَّلَا عِصْمَةً
فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَّلَا يَطْعُوْنَ
مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَكَيْدًا
يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ وَّيْلًا اَلَا
كُتِبَ لَهُمْ يَوْمَ يَصْلُوْنَ
اَللّٰهُ لَا يُغْنِيْهِمْ اَجْرُ الْمُحْسِنِيْنَ ط
(پارہ ۱۱ - سورۃ توبہ)

یعنی یہ وجہ سب متابعت و ترک مخالفت
اس سبب سے کہ ہمیں پہنچتی انکو
پہاس اور تکلیف اور نہ بھوک خدا کے
راستہ میں اور نہیں چلتے کسی جگہ کو
جو غصہ میں لائی ہو کفار اور نہیں پا
دشمن سے کوئی تکلیف مگر لکھا جاتا
ہے اُن کے لئے اسی سبب سے
عمل نیک بہا شک اند تھا لے
اچھے اور نیک کام کرنے والوں
سے اجر اور ثواب کو ضائع نہیں کرتا۔

ایسے جیسے جن کے فضائل مذکور ہو چکے ہیں اگر کوئی شخص اپنے شہر یا
محلہ یا مسجد میں اُن کے عقائد کو روکے یا لگوں کو ان کے شمول سے منع
کرسے وہ شر فاعل الخیر ہے۔ جسکی مذمت کلام الہی میں بہت جگہ اور حدیث
شریف میں بکثرت موجود ہے۔

یعنی فرمان برداری نہ کر بہت سونگد
کھانیوالے رست فکر والے عیب
ڈھونڈنے والے چٹلی اور غمازی
کئے لئے چلنے والے نیک کاموں
سے منع کر نیوالے کی۔

یعنی دوزخ میں بڑا لدوہر کا فرشتہ
نیک کاموں سے منع کرنے والے

قَالَ اللّٰهُ وَلَا تَطْعَمْ كُلَّ حَاوٍ
مَّحْمَدٍ هَسَا زَمْشَاءَ بَنِي مِّنَاعٍ
لِّلْخَيْلِ لَا تَهَ پارہ ۲۹ - سورۃ لوز

وَقَالَ تَعَالٰی الْقِيَا فِی جَهَنَّمَ
مَنْ كَفَّارٌ عَنِّیْدٌ مِّنَاعٍ لِّلْخَيْلِ مَعْتَدٌ

صد سے تجاوز کرنے والے
گنہگار کو۔

آیت اولے نے ان حضرات کی بھی خبر گیری کر لی ہے جو حکومت
کی طرف سے طبع نفسانی کی ناک میں آکر جاسکے ہیں مقرر ہوئے ہیں۔
اور مجالس اسلامیہ میں حاضر ہو کر مسلمانوں کی تقریروں کو جو رد و دل سے
اُبھر رہی ہیں حکام وقت تک پہنچا دیتے ہیں جس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ
بیگناہ مسلمانوں کو گرفتار کر کے قید کیا جاتا ہے اور طرح طرح کی تکلیفیں
اور مصیبتیں ان کے سروں پر گرائیں جاتی ہیں۔ تعجب یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے
آپ کو مسلمان بھی کہلاتے ہیں۔

عن حدیث رضی اللہ
تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا یدخل الجنة تمام۔ رواہ
وعن ہمام بن المنکدر عن
تعلیٰ عنہ قال کان رجل یقول
الی الامیر فکنا جلوساً فی المسجد فقال
القوم ہذا من یقول الحدیث الی الامیر
فقال حدیث سمعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یقول لا یدخل الجنة قسماً
رواہ مسلم فیہما

یعنی ایک شخص لوگوں کی باتیں امیر
تک پہنچاتا تھا۔ پس ہم مسجد
میں بیٹھے تھے لوگوں نے کہا یہ شخص
لوگوں کی باتیں امیر تک پہنچاتا ہے
پس کہا حدیث کہ میں نے سنا
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
قرآن سننے والے نہ داخل ہوں گے بہشت
میں غمنازی کرنے والے۔

وقتی روایت عنہ قال کنا
جلوساً مع خدیفۃ فی المسجد فجاہل حۃ
جلس البینا فیصل کدیفۃ ان ہدایرہ
اے السلطان اشیاء فقال خدیفۃ
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول لا یدخل الخبۃ قنات رماہ سلم ایضاً

یعنی خدیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
ساتھ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے
ایک شخص آکر ہمارے پاس بیٹھ گیا
کسی نے خدیفہ سے کہا کہ یہ شخص باوجود
کی طرف باتیں پہنچاتا ہے۔ خدیفہ
رضی اللہ عنہ نے اس کے سنائے
کی نیت سے کہا کہ سنا ہے میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے
تھے نہ داخل ہوگا بہشت میں غمنازی
کرنے والا۔

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وان احکم الی اللہ الذین یالقول
ویرثون وان ابغضکم الی اللہ
المشاؤن بالنیمۃ المفروقۃ بین الانحوا
رواہ الامام الغزالی فی الاحیاء

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے تم میں سے اللہ تعالیٰ کے
کے نزدیک اچھے وہ لوگ ہیں جو
الفت کرتے ہیں اور الفت کراتے
ہیں اور تم میں سے برے وہ لوگ
ہیں نزدیک اللہ تعالیٰ کے جو چلتے
ہیں غمنازی کے ساتھ اور تفرقہ ڈالتے
ہیں بھائیوں کے درمیان۔

زمانہ حال میں جو جو مجالس اسلامیہ اس ملک میں منعقد کئے جاتے
ہیں ان سے غرض خلیفۃ المسلمین و امیر المؤمنین کی حمایت اور حقوق منصوصہ
کاملاً الیہ اور مستحبات مقتدرہ کو نقصان نہ پہنچنے سے غلام کرنا ہے۔

جیکہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص ارشاد ہے۔ اخرجوا الیہود والنصارى من جزيرة العرب۔ یعنی یہود اور نصاریٰ کو سرحد عرب سے نکال دو۔ تو پھر کس مسلمان کا اسلام ایسے بوجھ کو جو نصاریٰ خود حریم شریفین پر قابض ہوں برداشت کر سکتا ہے۔ بلکہ ایسی حالت میں اگر کوئی مسلمان جوش میں اگر خیریت کی رگ نہ چڑھائے۔ اور اس استخلاص میں حسب طاقت خود حصہ نہ لے تو وہ میدان قیامت میں مضبور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کس منہ سے حاضر ہوگا۔ اور اپنی بے غیری کا کیا جواب دیگا۔

تمام امت محمدیہ کے علماء کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ جب کبھی کسی مسلمان حکومت یا کسی مسلمان پر کوئی غیر مسلم گروہ حملہ کرے تو یکے بعد دیگرے تمام دنیا کے مسلمانوں پر شرعاً فرض ہو جاتا ہے کہ وفامہ کے لئے فوراً اٹھ کھڑے ہوں اس حکومت اور آبادی کو غیر مسلم قبضہ سے ہر ممکن کوشش کے ساتھ بچالیں اور اس کام کے لئے اپنی ساری قوتیں وقف کر دیں۔ اپنی جان و مال و اولاد و غرت و تیا کی محبت کو اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت پر ترجیح نہ دیں۔

قل ان کان آباؤکم و	یعنی مسلمانوں سے کہہ دو کہ
ابنائکم و اخوانکم و ازواجکم	تمہارے باپ تمہاری اولاد تمہارا
و حشیرتکم و اموالکم	بھائی۔ تمہاری بیویاں تمہارا خاندان
اقترفتموها و تجارتکم و خشون	یہ مال و متاع جو تم نے کمایا ہے
کسادھا و مساکنکم و ترخصمہا	یہ کاروبار و تجارت جس کے مندا
احب الیکم من اللہ و رسولہ	پڑ جانے سے تم ڈرتے ہو یہ تمہارا

وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ
يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ وَاللَّهُ سَلَامٌ
مُّبْدِي الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝
(پارہ ۱۰ - سورۃ توبہ)

سپنے کے محل جن میں تمہارا دل اٹکا
ہوا ہے اگر تمہیں اللہ اور اس کے
رسول اور اس کے راہ میں جہاد
کرنے سے زیادہ پیار سے ہیں۔
اور تمہارے پاؤں ان زنجیروں میں
ایسے زیادہ جکڑے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
کی پکار بھی انہیں سہلہا سکتی نہ ہو
کرو یہاں شک کہ اللہ تعالیٰ کو جو
کچھ کرنا منظور ہے کرو کھائے
اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کے گروہ
کو ہدایت نہیں کرتا۔

اور یہ بھی اسلام کی خاص تعلیم ہے کہ مسلمانان ایسی ایسی تجاویز جو
عمل میں لاتے ہیں جن کی وجہ سے مسلمانین اسلام پر عیب پڑا ہے
تاکہ اسلام کے مقابلہ اور حملہ کے تاب بھی نہ لاسکیں

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ
مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ
تَرْهَبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَ
عَدُوَّكُمْ وَأَخْرِيْنَ مِنْ دُونِهِمْ
لَا تَقْلِبُوا عَلَيْهِمْ
(سورۃ انفال)

لئے جس قدر بھی تم سے ممکن ہو۔
دشمنوں کے مقابلہ کے لئے اپنی
قوت اور ساز و سامان سے طیارا
رہو تاکہ تمہاری مستعدی دیکھ کر اللہ
اور اس کے رسول کی امت کے
دشمنوں پر خوف اور رعب پھیل جائے
تیرے حملہ کرنے کی کسی کو جرات نہ ہو۔

علی الحقوبن جبکہ محاربیں اسلام ایسے خوش و خوش نہیں ہیں کہ
معاونین اسلام و حامیان دین کو طرح طرح کی مصیبتیں اور ایذائیں دے
رہے ہیں ایسی حالت میں ان کی دستگیری اور ہمدردی جملہ مسلمانان
پر فرض ہے۔ امام غزالی نے فرمایا ہے۔

ومن حقوق المسلم ان

يصونت عرض اخيه المسلم
ونفسه وصاله عن ظلم غيره
فما قدر ويرد عنه ويناعل
دون ذلك فان ذلك يحب عليه
بمقتضى - اخوة الاسلام انتم من من

یعنی جملہ حقوق مسلمانوں کے
ایک دوسرے پر ہیں یہ ہے کہ
اپنے بھائی مسلمان کی آبرو و
نفس و مال اسکا دوسرے کے ظلم
سے بچائے جب قدر طاقت ہو اور
اسکی مدد کرے۔ اسکی پاسداری
کرے۔ کیونکہ یہ اسپرو واجب ہے
بموجب اسلامی برادری کے۔

یعنی مدد کرو اپنے بھائی مسلمان
کی ظالم ہو یا مظلوم پس کہا ایک
شخص نے یا رسول اللہ مدد کرتا ہوں
میں مظلوم کی اور کس طرح مدد کروں
میں ظالم اپنے کو کہ باز رکھ تو اسکو
ظلم سے کیونکہ یہی اسکی مدد کرنی ہے

عن انس رضي الله تعالى
عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم انظر خاك ظالما او مظلوما فقال
رجل يا رسول الله انظره مظلوما فكيف
انظره ظالما فقال تمتعه من الظلم فانك
نظره اياه - متفق عليه

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ظالم کو ظلم سے روکنا و تحقیق
اسکی امداد ہے۔ بناءً علیہ حکومت کو بھی متنبہ ہو جانا چاہیے کہ جو لوگ اسکو
ان حرکات ناشائستہ سے روکتے ہیں اور جو جی حضور ہی ہیں وہ اس کے

بدخواہ ہیں۔

وعن عثمان بن بشیر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المؤمنون كرحل واحد ان اشتكى عيبه اشتكى كله وان اشتكى راسه اشتكى كله۔
(رواہ مسلم)

یعنی سب مسلمان ایک کے مثل ہیں اگر اسکی آنکھ کو درد ہو تو سارے بدن کو درد ہوتا ہے اور اگر اس کے سر کو درد ہو تو سارے بدن کو درد ہوتا ہے۔

اور اس میں شک نہیں کہ ماسیان اسلام پر جو جو سختی نازل ہو رہی ہیں انکا باعث صرف یہی ہے کہ وہ لوگ مسلمان ہیں اور اسلامی جذبہ سے انکا دل بھرا ہے کلمہ توحید پر انکا خالص ایمان ہے۔ اعدا دین سے انکا عناد ہے۔

وما ننقوا منهم الا ان يؤمنوا بالله العزيز الحميد الذي له ملك السموات والارض

یعنی ان لوگوں کو صرف اسوجہ سے عذاب دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ایمان لائے ہیں۔

پارہ ۳ - سورہ

انکے رشتہ داروں و اماندگان پر جو فاقہ کشی کی تکالیف نازل ہیں ان کی امداد ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔
عن ابن عباس رضي الله عنهما قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ليس المؤمن بالذی یشیع جارہ جائع لے جنبہ۔
مشکوٰۃ شریف از شعب الایمان

یعنی وہ شخص مومن نہیں ہے جو اپنے بھڑکے ہوئے اور اسکا پڑوسہ بھوکتا ہو۔

اور چونکہ یہ جلیبیہ اعلیٰ قسم کی عبادت ہے اس کے انعقاد کو مسجد میں روکا نہ جائے۔ کیونکہ مسجد مقام عبادت ہے۔ جس قسم کی عبادت ہو صرف نماز کے واسطے خاص نہیں فقہا منقیہ کی کتب میں بالمقتضیٰ مذکور ہے کہ قاضی مسجد میں بیٹھ کر فیصلہ کرے اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں حبشی لڑکے تیروں کا قواعد کھیل و کود کرتے تھے اور آپ ممانعت نہیں فرماتے تھے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں حدیث صحیح موجود ہے علیٰ ہذا القیاس بہت امور ایسے ہیں جن کا بعد میں ہونا ثابت ہے۔

جواب سوال سوئم

رخصت کاروں کا شرعی نام محتسب ہے اور احتساب شرعی ضروریات اسلام و مہمات انتظام میں سے ہے اور یہ احتساب امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لوازم میں سے ہے اور اس میں کسی بادشاہ یا امیر کی اجازت لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بلکہ ہر ایک افراد امت محمدیہ صلعم کو اس کا حق حاصل ہے۔ جیسا کہ امام غزالی نے احیاء العلوم میں اس کی تحقیق کی ہے۔

وقال الاخرون لا یحتاج
الی الاذن و هو لا یتنبہ
اذا جاز للامراء بالمرء
و اوائل درجۃ مجتہد لے ثوان
و الثوانی الی ثوانث و قد ینتہی
و بحالۃ الی التضاکب و
التضاکب ید جوالی التعاون
یعنی دوسروں نے کہا ہے کہ
اس رتبہ (خاص) کے لئے اذن
امام کی ضرورت نہیں اور قیاس بھی
اس کو چاہتا ہے کیونکہ جب احادیث
کے لئے امر بالمعروف جائز قرار
دیا گیا اور اس کے پہلے مرتبوں کے
گذر کر دوسروں اور دوسروں کے

فلا ينبغي ان يبالى بلوازم
 الامر بالمعروف ومنتهى
 بتجنيد المجتود في رضا الله و دفع
 معاصيه ونحن نجوز للافراد
 من الغزاة ان يجتمعوا ويقالوا
 من اراد ومن فرق الكفاس
 قمعاً لاهل الكفر فكن لك
 قمع اهل الفساد جائز لان
 الكافر لا باس بقتله والمسلم
 ان قتل وهو شهيد فكن لك
 الفاسق المناهض عن فسقه لا
 باس بقتله والمعتسب للمحق ان
 قتل مطلقاً فهو شهيد وعلى
 الجملة فانه تاء الامر الى هذا
 من النوادر في الحجة فلا يغير
 به قانون القياس بل يقال كل
 من قدر على دفع منكر فله ان يقيم
 ذلك بينه وبينه وبصلاحه بنفسه
 وباعوانه - انتهى -

(جلد ثانی صفحہ ۲۰۲ - ۷)

گذرتیسرے مراتب کی نوبت آتی
 ہے اور بالآخر مارپیٹ سے بھی واسطہ
 پڑتا ہے جسکے لئے معاونین یعنی
 رضا کاروں کی ضرورت ہے تو پھر
 امر بالمعروف کے لوازمات کے قیام
 میں کوتاہی نہ کرنی چاہیے۔ اور
 انتہائی مرتبہ اُن کا اس کی رضا مندی
 اور بدکاریوں کے دفعہ کے لئے لشکر
 کشی ہے اور ہم اُسکو جائز رکھتے ہیں
 کہ غازیوں کا کوئی فرقہ (جو امام کے
 تحت میں نہ ہو) مجتمع ہو کر کافروں
 کی قلع قمع کر دینے کے لئے اُن کے
 ساتھ قتال کرے اس طرح مفید
 کا قلع قمع بھی جائز ہے کیونکہ کافر کے
 مار دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اگر
 مسلمان مارا گیا تو شہید ہے ایسے
 ہی اوس فاسق کو قتل کر دینے میں
 کوئی مضائقہ نہیں جو اپنے فسق کی
 حمایت میں امر بمعروف کرنے والوں
 کا مقابلہ کرے۔ اور اگر وہ پاکباز
 محتسب (امر بالمعروف) ظلم سے قتل

کرو یا گیا تو وہ شہید ہے حاصل یہ
 ہے کہ اس مرتبہ تک نوبت پہنچنا
 ناور ہے۔ جسکے ذریعہ قیاس بدلایا
 جاسکتا بلکہ یہی کہنا چاہیے کہ جو
 منکرات کے دفعہ کرنے پر قادر ہو
 وہ ہر طرح سے دفعہ کرنے میں مجاز
 ہے۔ خواہ ہاتھ سے خواہ ہتھیاروں
 سے۔ خواہ جان سے۔ خواہ مد و گاروں



سے۔

اس عبارت میں امام غزالی نے رضا کاران کو اختیارات وسیع عطا
 کئے ہیں اور یہ بھی بتا دیا کہ ہر ایک مسلمان حسب طاقت خود منکرات شرعیہ کو
 دفعہ کر سکتا ہے۔ ہاتھ سے ہتھیاروں سے جان سے مد و گاروں سے اور
 حدیث شریف میں ہے۔

وعن النبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یعنی مشرکین کے ساتھ مقابلہ کرو۔
 ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال جاهدوا اپنے مالوں اور نفسوں اور زبانوں
 المشرکین باموالکم وانفسکم وانسکم سے
 رواہ ابو داؤد والنسائی والدارمی

اب رضا کاران کی مزاحمت اور مقابلہ کرنا جس سے غرض صرف اعداء
 دین کی خوشنودی اور محبت ہے۔ دین اسلام سے دشمنی کر لی ہے۔ جیسا کہ
 حدیث صحیح میں وارد ہے

المرء مع من احب یعنی جو شخص جن لوگوں کو دوست رکھتا ہے

انہیں سے ہوگا۔

علاوہ ازیں اُن کو یہودہ بولنا اور بکواس یکنا فسق ہے معصیت ہے۔ گناہ ہے اور اُن کو زو و کوب کرنا اُس سے زیادہ بر ہے

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیاب المسلم فسوق وقتالہ کفر رواہ مسلم وعن عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المسلم من سلم المسلمین من لسانہ ویدہ - رواہ البخاری۔

یعنی مسلمان کو دشنام دینا فسق ہے اور اُس کے ساتھ لڑنا کفر ہے۔
یعنی مسلمان کو جو دوسرے مسلمان اُسکی زبان اور ہاتھ سے بچے رہیں۔

اور جھنڈا اسلامیہ منجملہ علامات اسلام کے ہے۔ جس جماعت میں ہوا کے دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ جماعت اہل اسلام ہے اور اس سے شان و شوکت اسلام کی بڑھتی نظر آتی ہے۔ اور مسلمانوں کے دلوں کو اسلامی جذبہ دیتا ہے۔ خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو بتایا۔ اور اُسکو محفوظ رکھا۔ یا بوقت ضرورت مسلمانوں کے ہاتھ میں دیکر اس سے اہم مہمات سرانجام فرمائے۔ موجودہ وقت میں چونکہ قوم محارب اسلام کے جھنڈے اطراف عالم میں لٹا رہے ہیں۔ اگر اہل اسلام بھی اپنے جھنڈے بنا کر اس غرض سے کہ ہم بھی خیر خواہ اسلام اور اسلامی مطالبہ کے خواستگار ہیں تاکہ باقی مسلمانوں کو بھی اسلامی بہدروی کا شوق پیدا ہو اور نعرے مارے ہوئے اور اسلامی مصائب کے نظمیں پڑھتے ہوئے کوچہ بکوچہ پھریں تو نہایت موزوں و مستحسن ہے۔ اسباب میں ہے صاۓہ المومنین حسناً فہو حسناً للہ حسن یعنی جس چیز کو مسلمان مستحسن جانتیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی مستحسن

ہوتی ہے۔ اس سے غالباً جملہ اہل اسلام اسلامی مصائب اور تکالیف پر متاثر ہو جائیں۔ اور ایک جان و ایک زبان ہو کر اسلامی مطالبہ کے خواہندگان ہوں اور حکومت حقوق منصوصہ واپس کر دے گی۔

اب ایسے جھنڈے مخصوصاً جبکہ آپر کلمہ توحید یا اللہ اکبر و ان کی امانت کرتی عین توہین اسلام اور ان کی عظمت کرنی عین تعظیم اسلام ہے۔ ومن یعظم شعائر اللہ فانہما من تقوی القلوٹ پارہ السوچ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تین رنگ کے جھنڈے تھے۔ سیاہ سفید۔ زرد۔ جیسا کہ احادیث صحاح ابو داؤد و ترمذی وغیرہ میں موجود ہے رضاکاران کو انہیں رنگ کے جھنڈے رکھنے چاہئیں۔ تاکہ اتباع سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا اکمل ترین طور پر حاصل ہو۔ اگر دوسرے رنگ کا جھنڈا بھی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ کسی خاص رنگ کا ہونا ضروری نہیں۔ خلیفۃ المسیح کا جھنڈا سرخ ہے۔ اس بنا پر اگر سرخ جھنڈا ہو تو بھی ہرج نہیں۔

خلاصہ ہر سہ جوابات کا یہ ہے کہ خلافت اسلامیہ کی امداد ہر ایک مسلمان پر فرض اور جو شخص جلسہ خلافت کو روکے وہ نہایت درجہ کا گنہگار ہے اس پر توبہ نصوح لازم ہے اور جو شخص رضاکاروں کو زد و کوب کرے اور یہود و بولے اور جھنڈا اسلامیہ کی توہین کرے وہ بھی بڑا گنہگار ہے۔ جیسا کہ ہر ایک امر کی تشریح سابقہ گزری ہے۔ والد اعلم بالصواب۔

العبد محمد حسین عفی عنہ۔ خاتم الطلبة الدین فی المدرستہ الاسلامیہ ضیاء شمس السلام سیال شریف ضلع شاہ پور۔ العبد الاشک فیہ ہذا صبح غلام حسین خاتم العلماء والفقہاء اذ نے غلام از غلامان خواجہ پیر سیال علیہ الرحمۃ و الغفران اسے یوم الدین۔ غلام حسین تعلیم خود۔

الحمد ہذا ما عندی والد اعلم بالصواب الیہ مرجع المسائب فیرحمہ ضیاء الدین سیالوی

